رسالہ

انسیہ

(فارسی، اردو)

سلوک و تصوف پر ایک اہم دستاویز

تالیف

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز

تصحیح و ترجمہ و مقدمہ

محمد نذیر رانجھا

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ

موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان پاکستان

رسالہ

انسیہ

(فارسی، اردو)

سلوک و تصوّف پر ایک اہم دستاویز

تالیف

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز

تصحیح و ترجمہ و مقدمہ

محمّد نذیر رانجھا

•

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ
موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان پاکستان

سلسلہ مطبوعات مکتبہ سراجیہؒ نمبر ۱۰

نام کتاب	رسالہ انسیہ
تالیف	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح و ترجمہ و مقدمہ	محمد نذیر رانجھا
کتابت	عبد العزیز
کتابت سرورق	صوفی خورشید عالم خورشید رقم
طابع	محمد سعد سراجی مرشد بابا ایم اے (اردو فارسی) بی ایڈ
ضخامت و سائز	۱۱۲ صفحات ۲۳ × ۳۶ / ۱۶
قیمت	۱۲ روپے
مطبع	زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

تقسیم کنندگان

۱۔ مکتبہ سراجیہؒ۔ خانقاہ احمدیہؒ سعیدیہؒ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

۲۔ حضرت مولانا مفتی حافظ محمد سعید صاحب سراجی مجددی۔ شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ قادریہؒ۔ جامع مسجد۔ رحیم یار خان

۳۔ صوفی میاں احمد صاحب بھروالوی۔ جامع مسجد سیداں والی پاکستانی چوک اچھرہ روڈ اچھرہ۔ لاہور

۴۔ مکتبہ دوستیہ۔ نزد سنہری مسجد۔ اقبال روڈ سیالکوٹ

۵۔ کتب خانہ شان اسلام۔ ۱۰۔ راحت مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فہرست

گزارشِ احوالِ واقعی

میں ایک گناہ گار اور عصیاں شعار انسان ہوں۔ میرے دامن میں بجز کوتاہی اور روسیاہی کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میرے گزشتہ سات سال کا عرصۂ حیات تو بیقراری و اضطراب کے ایک تلاطم خیز طوفان سے گزرا ہے۔ اس بے چینی و بیقراری نے اللہ والوں کی طلب و جستجو کا راستہ دکھایا اور یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ کا فضلِ بے پایاں میرے شاملِ حال ہوا اور میں قبلہ مولانا و مرشدنا حضرت خواجہ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح سراجی مجددی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوا۔ شرفِ بیعت بھی حاصل ہوا اور ساتھ ہی دل کی اس مسلسل بے اختیارانہ بے چینی و بیقراری کو بھی طمانیت و سکینت کی دوا ارزانی ہوئی اور اس کے بعد ہر دوسرا لمحہ پہلے سے بے انتہا بہتر پاتا ہوں ؎

کام آخر جذبۂ بے اختیار آ ہی گیا
دل کچھ اس صُورت سے تڑپا ان کو پیار آ ہی گیا

اس پر میں اپنے ربِ کریم جل جلالہٗ کا جتنا حمد و شکر اور اپنے رسُولِ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر مدح و ثنا بجالاؤں کم ہی ہے۔

ع خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تُست

پیشِ نظر رسالہ ـــــ اُنسیہ ـــــ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اہم بزرگ حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے مکمل تعاوف و تفصیل تو آپ اندر کے اوراق میں پائیں گے لیکن یہاں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب محمد سعد صاحب سراجی مُرشد بابا مدظلہ العالی کے اس رسالہ کو چھاپنے کے ارادہ کا علم مجھے ہوا تو مجھے یہ خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اس کارِ خیر میں اپنا حصّہ ڈال کر صدقۂ جاریہ کا حقدار بنوں۔ جب مُرشد بابا (مدظلہ العالی) کے حالیہ قیام راولپنڈی کے موقع پر میں نے اپنے اس ارادہ کا ذکر اُن سے کیا تو انہوں نے برضا و خوشی مجھے اس کتاب کی طباعت میں شرکت کرنے کی اجازت دے دی جس کے لیے میں اُن کا شکر گزار ہوں۔

اب آخر میں ربِ کریم (جل جلالہٗ) سے یہ میری دُعا ہے کہ ہمارے ہر کام کا انجام اس کی طلب و رضا کے مطابق مدام ہو۔ آمین!

نیازمند

میجر (ریٹائرڈ) محمد کامران یوسف ملک

کاشانۂ سراج - ہاؤس نمبر ۹۹۹ افشاں کالونی - راولپنڈی

تقریب

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعاظم اساطین میں ہوتا ہے آپ عصری روایات کے مطابق اپنے وقت کے مروجہ علوم وفنون کے امانت دار اور شریعت وطریقت کے پاسدار تھے آپ نے مخلوق خدائے تعالےٰ کو زبانی وعملی تبلیغ وارشاد کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس سے بھی یکساں کام لیا اخذ طریقت و استرشاد کے بعد بوقتِ رخصت آپ کے مرشد بزرگوار حضرت خواجۂ خواجگان نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لیے آپ کو مندرجہ ذیل نصیحت اور دعا فرمائی۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ وقت	رخصت ہوتے وقت خواجہ
تودیع بہ ایشاں فرمودند آنچہ	بہاؤالدین نقشبندؒ نے حضرت چرخیؒ کو
از مابیر رسیدہ است بہ بندگان	فرمایا کہ ہماری طرف سے تمہیں جو کچھ
خدائے تعالےٰ برساں تا سبب	ملا ہے اسے خدائے تعالیٰ کے بندوں
سعادت باشد بازسہ بار فرمودند	کو پہنچادیں پھر تین بار فرمایا ہم نے
ترا بخدا سپردیم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	تمہیں خدا کے حوالے کر دیا ہے ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وبمناسبت حال	۔ ۔ ۔ ۔ مقتضائے حال کے موافق
حاضرین را بطریق خطاب و	حاضرین کو خطاب وتقریر اور غائبین
غائبین را بطریقِ خط وکتابت	کو خط وکتابت کے ذریعے تبلیغ کریں
تبلیغ بکن [1]	

---

[1] رسالہ ابدالیہ صفحہ دوازدہ شائع کردہ مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران وپاکستان

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کی نصیحت و دعا حضرت چرخی رح کی تحریری و تبلیغی مساعی میں کیمیا اثر ثابت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قلم میں برکت ارزانی فرمائی آپؒ سات گراں قدر تصانیف کے مصنّف ہیں آپ کی تصانیف تفسیر۔ فقہ۔ سلوک و تصوّف اور اوراد و وظائف جیسے اسلامی مضامین پر حاوی ہیں۔ آپ کی تحریر ایجاز و جامعیت کا حسین نمونہ ہیں اجمال میں تفصیل کا احاطہ آپ کے قلم کی نمایاں خصوصیت ہے۔

پیش نظر رسالہ حضرت چرخیؒ کے قلم برکت رقم کا ترادش ہے گویا رسالہ حضرت خواجۂ خواجگان بہاؤالدین نقشبند اور حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہما اور سلسلہ نقشبندیہ کے فضائل اور بنیادی معمولات پر مشتمل ہے معھذا سلسلہ مذکورہ کے طریق ذکر و سلوک میں اوّلین تحریرات میں ہونے کی وجہ سے اس رسالہ کو کتاب حوالہ کی حیثیت حاصل ہے یہ رسالہ طالب حقیقت اور مرید طریقت کے لیے مشعل راہ اور میقات شام و پگاہ ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نمایاں خصوصیت شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیہ کی اتّباع ہے اس سلسلہ کے مورثین و منسلکینؒ کے نزدیک ظاہر شریعت کی پابندی ہر امر پر مقدم و لازم ہے عزیمت کو رخصت پر ترجیح حاصل ہے فرائض و واجبات اور سنن تو بجائے خود مہمات الامور ہیں یہاں تو رخصت کے مواقع پر مستحبات و مستحسنات شرعیہ کا ترک تک ناگوار ہے۔

باری حضرت مولانا یعقوب	ایک بار حضرت مولانا یعقوب
چرخیؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ	چرخیؒ کو عالم روحانی میں حضرت
را در عالم روحانی دیدند واز	خواجہ نقشبندؒ کی زیارت نصیب
ایشان پرسیدند کہ کدام	ہوئی حضرت چرخیؒ نے حضرت

عمل کنم کہ بآن در قیامت شمارا	خواجہ ؒ سے پوچھا کہ وہ کون سا عمل ہے
دریابم الیشان فرمودند متابعت	جس کے بجا لانے سے میں روز قیامت آپ
شرع محمدی[1]	کو پا سکتا ہوں حضرت خواجہؒ نے فرمایا "شرع
	محمدیؐ کا اتباع"

رسالہ ہذا اور تمام نقشبندی ادب اس حقیقت قائمہ کے ترجمان اور شارح ہیں کہ طریقت دراصل وہی ہے جو شرع محمدی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیہ کی عملی اتباع کا مدلول و معنی ہے اس کے علاوہ طریقت کی حیثیت پرکاہ کی بھی نہیں۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

خاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا
ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) بی ایڈ
خادم مکتبہ سراجیہ موسیٰ زئی شریف
۲۳ / رجب ۱۴۰۴ھ بروز چہار شنبہ

---

[1] ہمان ماخذ مذکور

متن

رسالۂ انسیّہ

فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا مر مبدع ارض و سما را که جنس انس را منظہر انواع کمالات گردانید. و (رسل و) انبیا و اولیا را وسایط تکمیل ساخت. و محمد رسول اللہ را، صلی اللہ علیہ وسلم، درین باب (بمزید ارشاد) برہمۂ ایشان تفضیل کرد. و امت او را نیز بنابرین بہترین امم گردانید. و بعضی از امت او را بولایت خاصه محفوظ داشت و دلیل بر آن متابعت ظاہرہ و باطنه او را گردانید که "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ."[1] و ہر کس که از سعادت متابعت او روی تافت، بشقاوت ابدیه مستهلک شد که "قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ."[2] پس ہر که خواہد تا بخلعت ولایت خاصه مشرف شود، وی را از متابعت او چاره نباشد. بنابرین معنی فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الچرخی لازال جده کجده محمودا، خواست که شمۂ از سیرت مصطفویه و طریقه مستقیمه که بوی رسیده است از حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشایخ و الاولیاء فی العالمین خواجه بهاء الحق والدین البخاری المعروف بنقش بند رحمة اللہ علیه

۱- آلِ عمران: ۳۱.
۲- ایضاً: ۳۲

در قید کتابت آورد، تا فواید آن بروزگار بماند و سبب اُنس اصحاب گردد. و ذکر سلسله و احوال عجیبهٔ ایشان بعضی از کبار اخوان شرفنا الله و ایاهم بنیل الرضوان کرده اند، باقصی الغایه در مقامات. و درین مختصر بیان سلسلهٔ ایشان بطریق اختصار کرده شد. فامّا آنچه بطریق جذبه ترتیب میکردند آنرا بقلم شرح نتوان کرد. چون بعنایت بی علّت داعیهٔ طلب درین فقیر پیدا شد و قاید فضل الٓهی بحضرت ایشان کشید، در بخارا ملازمت ایشان میکردم. و بکرم عام التفات ایشان می یافتم، تا بهدایت صمدیه یقین شد که ایشان از خواص اولیاء الله اند. و کامل مکمّل اند. بعد از اشارت غیبیه و واقعات کثیره تفأل بکلام الله کردم. این آیت بر آمد که "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"[1].

در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود، متوجه مزار شیخ عالم سیف الحق و الدّین الباخرزی رحمة الله علیه نشسته بودم که ناگاه پیک قبول الٓهی رسید، و بیقراری پیدا شد. قصد حضرت ایشان کردم چون بقریه کوشک هندوان رسیدم که منزل ایشان بود، حضرت ایشان را بر سر راه منتظر یافتم، تلقی باحسان نمودند. و بعد از نماز شام صحبت داشتند، و هیبت ایشان بر من مستولی شده بود. و مجال نطق نبود. گفتند که در حدیث است که "العلم علمان، علم القلب فذالک العلم النافع للانبیاء والمرسلین. وعلم اللسّان فذلک حجة الله علی ابن آدم[2]." امید است که از علم باطن نصیبی بتو رسد. و فرمودند که در حدیث است که "اذا جالستم اہل الصدق فاجلسوهم بالصدق فانهم

۱- الانعام : ۹۰

۲- قدسیه، ص ۸ ۱۰ (به نقل از کنز الهدایات).

جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الی هممکم[1]. و ما موریم امشب تا اشارت بچه شود، بآن عمل کنیم. چون نماز بامداد کردند، گفتند مبارک باد که اشارت بقبول شد. و ما کسی را کم قبول می کنیم. و اگر قبول می کنیم، دیر قبول می کنیم. فاما تا هر کس چون آید و وقت چون باشد. و سلسله مشایخ خود را تا خواجه (۳) عبدالخالق غجدوانی رحمة الله علیه بیان کردند. و این فقیر را بوقوف عددی مشغول گردانیدند. و فرمودند که اوّل علم لدنی این سبق است که بحضرت خواجه عبدالخالقؒ رسیده است. و آنچنان بود که خواجه عبدالخالقؒ در پیش یکی از کبرا تفسیر می خوانده اند. چون باین آیت رسید که "اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ[2]." پرسیدند از ایشان که این خفیه که حق سبحانه و تعالی بندگان خود را بآن امر فرموده است، کدام است؟ ایشان فرمودند که اگر ارادت حق سبحانه باشد، بتو رسد، بعد از آن یکی از بندگان حق سبحانه پیش خواجه عبدالخالقؒ رسید و ایشان را این سبق تلقین کرد. و مشهور آنست که آن بندهٔ بزرگ خدای عزّ وجل خواجه خضر بود زاده الله علماً و حکمةً.

بعده چند وقت در ملازمت ایشان می بودم، تا غایتی که این فقیر را از بخارا اجازت سفر شد. گفتند که آنچه از ما بتو رسیده است، به بندگان خدای تعالی رسان، تا سبب سعادت باشد. و در حال وداع گفتند سه بار، که ترا بخدای سپردم. از این سپارش امید بسیار است، زیرا که در حدیث است "ان الله تعالی اذا استودع شیئاً حفظه".

و چون از بخارا ارتحال افتاد، بشهر کش رسیده شد و چند وقت آنجا اقامت افتاد.

۱- رشحات، ص ۷۸.

۲- الاعراف: ۵۵

خبر وفات ایشان باین فقیر رسید. خاطر محزون و مجروح شد. و خوف عظیم مستولی شد که نعوذ بالله نباید که بعالم طبیعت باز میل افتد. و داعیه طلب نماند. روحانیت ایشان را دیدم که زیدؓ بن حارثه را یاد کردند. و این آیت را خواندند که "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ."(۱) و چون از صحبت ایشان محروم شده بودم، میل شد که بطائفهٔ دیگر که از درویشان ایشان نبودند، لاحق شوم و بطریقهٔ ایشان متوجه گردم. باز روحانیت ایشان را دیدم که می گویند "قال زیدؓ بن الحارثة: الدین واحد". دانستم که اجازت نیست و از میان صحابهؓ زیدؓ بن حارثه را تخصیص کردند. زیرا که زیدؓ دعی رسول بود. یعنی پسر خواندهٔ رسول صلی الله علیه وسلم بود. و خواجگان ما طالبان را بفرزندی قبول می کنند. پس اصحاب ایشان ادعیای ایشان باشند.

و کرتی دیگر ایشان را در وقت دیدم. گفتم ما شما را فردای قیامت بچه یابیم؟ فرمودند که بشرع. یعنی عمل کردن بشریعت. ازین سه بشارت اشارت بود، با نچه در حیوة خود میفرمودند که ما هر چه یافتیم بفضل الٰهی، ببرکت عمل کردن بآیات قرآن و احادیث مصطفویہ یافتیم. و طلب کردن نتیجه از آن عمل و رعایت تقوی و حدود شرعیه و قدم زدن در عزیمت و عمل کردن بسنّت و جماعت و اجتناب از بدعت بود.

و چون از بخارا اجازت میکردند مرا بطلب خواجه علاء الدین عطار رحمه الله الملک الجبار فرستادند، بطریق اشارت متابعت ایشان فرمودند. بموجب آن سپارش، چند سال ملازمت ایشان کرده شد. لطف و کرم ایشان را بر همه کس نهایت نبود، علی الخصوص باین فقیر

۱- آل عمران: ۱۴۴.

چون از صحبت شریف ایشان نیز محروم شدم، خواستم تا امتثال امری که حضرت خواجهٔ ما رحمه الله کرده بودند که آنچه از ما بتو رسیده است برسان، بقدر حال بکنم، بطریق خطاب مرحاضران را وکتاب مرغابیان را. واین فقیر خود را مستحق این نمی داند. فاما اعتقاد اینست که اشارت ایشان بی حکمتی نبوده باشد.

(۵) تو چشم شیخ را دیدن میاموز فلک را راست گردیدن میاموز

واز روح مقدس ایشان مستفیض می باشم. درین کار عظیم یکی از آن امور که فرموده اند، دوام وضو بود. و دیگر مداومت بر وقوف عددی ووقوف قلبی بود. و دیگر پیش از صبح وبعد از نماز شام اشتغال بدرس سبق باطن بود. و دیگر اشارت بود بنمازهای نافله در اوقات شریفه این وصیتها را وفواید آنرا بیان کرده شد. وبعضی از فواید ایشان وفواید خواجه علاء الدین عطار را رحمهما الله آورده شد.

بدانکه حضرت خواجهٔ ما را قدس الله روحه در طریقت نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقت خواجه محمد بابای سماسی بود وایشان را از حضرت عزیزان خواجه علی رامیتنی و ایشان را از حضرت خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از حضرت خواجه عارف ریوگری وایشان را از حضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی وایشان را از حضرت شیخ ابوعلی فارمدی که شیخ امام غزالی بوده اند. وایشان را از شیخ ابوالقاسم گرگانی. وشیخ ابوالقاسم را در تصوف انتساب بدو طرفست. یکی بشیخ جنید، بسه واسطه. و دیگر بشیخ ابوالحسن خرقانی. وایشان را بسلطان العارفین شیخ ابویزید بسطامی. وایشان را بامام جعفر صادق. وایشان را به پدر خود امام محمد باقر. وایشان را به پدر خود امام زین العابدین وایشان را به پدر خود سید الشهدا امیر المومنین حسین. وایشان را به پدر خود امیر المومنین علی بن ابی طالب

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین. و ایشان را بحضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم و علیہم اجمعین الی یوم الدّین. و دیگر امام جعفر را انتساب در علم باطن به پدر مادر خود قاسم بن محمد بن ابی بکر ست،(٦) رضی اللہ عنہ وعنہم، که از کبار تابعین بوده است، و قاسمؓ را انتساب در علم باطن (بسلمانؓ فارسی ست و سلمانؓ را باوجود دریافتن حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم انتساب در علم باطن) بابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نیز بوده است. پس حضرات خواجگان ما را قدس اللہ ارواحهم در تصوف نسبت بر چہار وجہست. یکی بحضرت خواجہ خضر زاده اللہ علما و حکمة، چنانکه گذشت، دوم بحضرت شیخ جنید، سیوم بحضرت سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی تا حضرت امیر المؤمنین علیؓ چہارم از امام جعفر صادق تا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین. و از بہر این ایشان را ملک مشایخ می گویند.

فصل در بیان فضیلت دوام وضو

خواجہ ما رحمۃ اللہ علیہ فرمودند که دائم بطہارت باید بود که رسول اللہ علیہ السّلام فرمودند "لا یواظب[1] علی الوضوء الّا مؤمن[2]". یعنی ہمیشہ بوضو نتواند بود، مگر کسی که مومن باشد. قال اللہ تعالیٰ "فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ[3]". یعنی در مسجد رسولؐ یا در مسجد قبا مردانند که دوست میدارند که خود را پاک سازند، بکلوخ و باز بآب

١- "یحافظ"، مشکوٰۃ المصابیح.

٢- مشکوٰۃ المصابیح، ص ٣٩

٣- التوبة: ١٠٨

شویند. و بعضی گفته اند که دوست میدارند آن مردان که خود را بغسل کردن پاک کنند
از جنابت و بشب خواب نروند. و خدای تعالی دوست میدارد آن کسانی را که خود را
پاک سازند از نجاست. دانسته شد که در طهارت ساختن و خود را پاک داشتن دوستی
خدای تعالی حاصل می آید. و چه سعادت خوشتر ازین باشد که بندهٔ دوست خدای تعالی
باشد. قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم "اذا توضأ العبد المؤمن (۷) فغسل وجهه خرج
من وجهه کل خطیئة نظر الیها بعینیه مع الماء و اذا غسل یدیه خرج من یدیه کل خطیئة
عملت یداه مع الماء و اذا غسل رجلیه خرج کل خطیئة مشیها رجلاه مع الماء حتی یخرج
نقیا من الذنوب"[1] یعنی رسول علیه السّلام فرمود که چون طهارت سازد بندهٔ مومن و شوید
روی خود را، بیرون آید باب از روی او هر گناهی که بچشم کرده باشد. و چون دست
و پا بشوید، بیرون آید باب از وی هر گناهی که بدست و پا کرده باشد. تا پاک شود
از گناهان. و بطهارت ظاهر، طهارت باطن طلب کند. و در وقت شستن هر عضوی کلمهٔ
شهادت بخواند. و مسواک را بی ضرورت ترک نکند که ثواب بسیارست. و چون طهارت
تمام کند، بگوید "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انّ محمداً عبده و رسوله، اللّهم اجعلنی من
التوابین و اجعلنی من المتطهرین و اجعلنی من عبادک الصالحین"[2] رسول علیه السلام
گفت هر که بعد از طهارت کردن این بگوید گشاده شود از بهر وی هشت در بهشت.
از هر دری که خواهد، در آید. و ایستاده شود و از آب طهارت (وضو) پارهٔ بیاشامد
و بگوید "اللّهم داونی بدوائک و اشفنی بشفائک و اعصمنی من الواهل و الاوجاع

۱- صحیح مسلم (ج اوّل)، ص ۱۴۸-۱۴۹.
۲- جامع الترمذی، ص ۹ و منیة المصلّی، ص ۱۱.

والامراض"[1]. و بعد از آن دو رکعت نماز تحیت وضو گذارد. و پیش از آن محاسن شانه کند. و آغاز از زوی راست کند. بعضی از مفسّران گفته اند، درین آیت که "یا بَنِیٓ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ"[2] (۸) مراد ازین زینت محاسن شانه کردنست. و درین دو رکعت نماز نفی خواطر کند و بظاهر و باطن متوجّه این نماز باشد. رسول علیه الصلوٰة والسّلم فرمود "ما من مسلم یتوضاء فیحسن وضوئه ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلاً علیهما بوجهه وقلبه الّا وجبت له الجنّة"[3]. یعنی هر مسلمانی که وضو سازد و وضو رانیکو سازد. یعنی فرایض و سنن و آداب را بجای آرد. پس برخیزد و دو رکعت نماز بگزارد بحضور تمام، جزای وی جنت است. و حضرت خواجهؒ نما می گفتند که درین نماز باید که خود را بارکان و اذکار مشغول دارد و متوجّه باشد. و این به نسبت مبتدی باشد. و در نماز تحیتِ وضو ثواب بسیارست. و شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه گفته اند، در همه اوقات بگذارد. و شیخ محی الدّین عربی رحمة الله علیه گفته اند در اوقات مکروهۀ منهیه نگذارد. و این بر مذهب علماء ما موافق است. و بعد از نماز سه بار بگوید "استغفر الله الّذی لا اله الّا هو الحیّ القیّوم و اتوب الیه"[4] به نیت توبه از گناهان. و دعا کند. و شب و روز باید که بطهارت بود. و بطهارت در خواب رود که رسول الله صلی الله علیه وسلّم فرمودند که "(ما) من (مومن) بات طاهراً فی شعار طاهر (الّا) بات فی شعاره ملک فلا یستیقظ

۱- منیة المصلی، ص ۱۱.

۲- الاعراف: ۳۱.

۳- مشکوٰة المصابیح، ص ۳۹.

۴- مشکوٰة المصابیح، ص ۲۰۵ (به نقل از ابوداؤد).

ساعةً من اللیل الّا قال الملک اللّٰهمّ اغفر عبدک فلاناً فانّه قدبات طاهراً»، یعنی هر که شب در خواب رود بطهارت و جامهٔ پاک، با وی باشد فرشته ای، هر ساعت (۹) که از خواب بیدار شود، آن فرشته وی را از خدای تعالی آمرزش خواهد. و قال رسول الله صلی الله علیه وسلّم «النّائم الطاهر کالقایم الصایم»[1]، یعنی ثواب کسی که بطهارت در خواب رود، همچون ثواب روزه دار و شب طاعت کننده باشد. و بی ضرورت جنب در خواب نرود که رسول علیه الصلوٰة والسّلام فرموده است «لاتدخل الملائکة بیتاً فیه الصّورة والکلب والجنب»[2]، یعنی در نمی آید فرشتهٔ رحمت در خانه ای که در وی صورتی یا سگی یا جنبی باشد. چون خواهد که در خواب رود در جای متوجه قبله بنشیند و «آیة الکرسی»[3] و «آمن الرّسول»[4]، بخواند و سه بار «قل هو الله احد»[5]، و «قل اعوذ بربّ الفلق»[6] و «قل اعوذ بربّ النّاس»[7]، بخواند و در هر بار که خواند در میان دو کف دست دمد و بر همه اعضا مالد که رسول علیه السّلام چنین کرده اند. و سه بار گوید که «استغفر الله الّذی لا اله الّا هو الحیّ القیّوم واتوب الیه»[8]. و در حدیث است که در هر وقت که

۱ـ احیاء علوم الدین والمغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیا من الاخبار، ج اول، ص ۱۷۱.
۲ـ مشکوة المصابیح، ص ۵۰.
۳ـ آیهٔ ۲۵۵، سورة البقرة.
٤ـ آیهٔ ۲۸۵، سورة البقرة.
۵ـ سورهٔ اخلاص: ۱.
٦ـ سورة الفلق: ۱.
۷ـ سورة النّاس: ۱.
۸ـ مشکوة المصابیح، ص ۲۰۵ (به نقل از ابوداود).

استغفار کند، حق سبحانه همه گناهان وی را بیامرزد. و بذکر مشغول باشد، تا غایتی که خواب بر وی غلبه کند. بعد از آن بدست راست روی سوی قبله تکیه گیرد. و کف[1] دست راست را بر روی خود بنهد و سه بار گوید "اللّهمّ قنی عذابک یوم تبعث عبادک". و بگوید "اللّهم انّی اسلمت نفسی الیک و وجهت وجهی الیک و فوضت امری الیک والجات ظهری الیک رغبة (و) رهبة الیک لا ملجاء ولا منجاء منک الّا الیک. آمنت بکتابک الّذی انزلت و نبیک الّذی ارسلت. اللّهم ایقظنی فی احب السّاعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک الّتی تقربنی الیک (زلفی)[2] و تبعدنی من سخطک بعداً اللّهمّ تومنی مکر ولا تولّنی غیرک و لا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی من الغافلین."[3] و قال النبیّ صلی اللّه علیه وسلّم "یا فلان اذا آویت علی فراشک فقل اللّهمّ انی اسلمت نفسی الیک" الی قوله "ارسلت فانک ان متّ فی لیلک متّ علی الفطرة ای الدّین الحقّ وان اصبحت اصبت خیراً"[4] هذه حدیث اخرجه البخاری وغیره من الائمة.

و بذکر مشغول شود تا در خواب رود. و هر وقت که بیدار شود، بذکر مشغول شود، تا در خواب رود. "نوم العالم عبادة"[5] اشارت بأین نوع خواب است. واللّه هو الموفق.

---

۱. ابن ابی شیبه

۲. ۵ اصل قربا.

۳. مشکوة المصابیح، ص ۲۰۹

۴. ایضاً.

۵ ـــ احادیث مثنوی، ص ۴۲ (به نقل از کنوز الحقائق، ص ۱۴۰).

فصل در فضیلت ذکر خفیه بکیفیت مخصوصه

این سبق را حضرت خواجهٔ ما رحمة الله علیه وقوف عددی گفتندی. می فرمودند که در حدیث است "اجمعوا وضوءکم جمع الله شملکم"[1] یعنی جمع کنید وضوتان را، تا حق تعالی جمع کند پریشانی های شما را. مراد از جمع کردن وضو آن است که وضوی ظاهر و باطن حاصل آید از همه صفتهای بد، چون حقد و حسد و کینه و عداوت بخلق، و دوستی هر چیزی که باشد جز محبت حق تعالی و دل بمحبت حق تعالی آرام گیرد. (۱۱) و چون دل از صفتهای بد پاک شود و بصفات نیک آراسته شود سالم شود. و از بلاهای این جهان و آن جهان خلاص نتوان یافت، مگر بدلی سالم. قال الله تعالی "یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ"[2] یعنی روز قیامت مالها و پسران هیچ کس نفع نتوانند رسانید، مگر کسی که بدل سالم در قیامت بیاید. آنکس برحمت حق واصل شود، بسبب دل سالم. وصفت دل سالم اینست که گفته اند، نظم:

زغیرت خانهٔ دل را زغیرت کرده ام خالی
که غیرت را نمی شاید درین خلوت سرا رفتن[3]

دیگر گفته اند، مقصود از همه عبادتها ذکر است. ذکر چون جانست، و همه عبادتها چون قالب. اگر در عبادتها از حضرت او غافل باشی چندان فائده ندهد. و حضرت

۱- قدسیه، ص ۱۴۲.

۲- الشعرآء: ۸۸ و ۸۹.

۳- تفسیر چرخی، ص ۱۵۱.

خواجهٔ ما رح میفرمودند که این رباعیه را تعویذ نویسند، بیمار صحت یابد:[1]

تا روی تو دیده ام من ای شمع طراز

نی کار کنم نه روزه دارم نه نماز

تا با تو بوم مجاز من جمله نماز

چون بی تو بوم نماز من جمله مجاز

بدانک اگر در ذکر اخلاص نباشد، چندان فائده ندهد. قال رسول الله صلی الله علیه وسلّم "من قال لا اله الّا الله خالصاً مخلصاً دخل الجنّة قیل وما اخلاصها قال ان یحجزه عن المحارم"؛ یعنی هر که گوید "لا آله الّا الله" با خلاص، بهشت در آید. پرسیدند که اخلاص این کلمه چیست؟ رسول علیه السّلام فرمودند، اخلاص وی آنست که گوینده خود را از حرامها باز دارد. یعنی ببرکت گفتن این کلمه دل وی بصلاح آید (۱۲) و استقامت در اقوال وافعال واحوال پدید آید. و چون استقامت ظاهره و باطنه حاصل آید، جمیع سعادات ابدیه میسّر شود. قال الله تعالی "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا"[2]؛ یعنی بدرستی و راستی که آن کسانی که گفتند پروردگار ما الله تعالی است وایمان آوردند بگفتن "لا آله الّا الله" بشرایط آن پس راست شدند ظاهراً و باطناً. و نتیجهٔ گفتن این کلمه حاصل شد ایشان را. و آن استقامت ظاهره است. یعنی رعایت حدود شرعیه و استقامت باطنه که آن عبارتست از ایمان حقیقی که خواجهٔ ما رحمة الله علیه آنرا تفسیر میکردند بپاک شدن دل از جمیع منفعت و مضرت که دلها را مشغول دارد

۱- تاریخ تصوف در اسلام، ص ۶۰٤ (منقول از ابو سعید ابو الخیر؟).

۲- سورهٔ حم السجدة: ۳۰.

از حضرت حق تعالی، جزای ایشان این باشد که "تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَآئِكَةُ"[1] فرود آیند بر ایشان در وقت رفتن ایشان ازین جهان فرشتگان رحمت. و این فرشتگان رحمت گویند با ایشان "اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا"[2] مترسید از عذاب و غمناک مشوید بفوت شدن راحتهای دنیا "وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ"[3] با بشارت شوید بآن بهشتی که وعده کرده شده بودید بآن. و بگویند آن فرشتگان مرین مومنان را "نَحْنُ اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا"[4] مائیم دوستان شما درین سرا و در آن سرا و بگویند آن فرشتگان مرین مومنان را که "وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ"[5] "نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ"[6] و مر شماراست درین بهشت (۱۳) آنچه نفس هاتان میخواهد و مر شما راست آنچه آرزو برید و جمیع این نعمتها نزل باشد از نیک آمرزنده و نیک رحم کننده مر شمارا، و نزل ما حضر را گویند که پیش مهمان بیارند و بعد از آن تکلف دیگر کنند و همه نعمتهای جنت ما حضر باشد، بنسبت لقای، همچون حضرت باری تعالی.

و اگر ذکر باخلاص نباشد، چندان فائدهٔ ندهد. بلکه خوف عظیم باشد که "من قال الله وقلبه غافل عن الله فخصمه فی الدارین الله". یعنی هر که الله گوید و دل وی از رعایت احکام الله غافل باشد، پس خصم وی در هر دو جهان الله باشد. و در فضیلت ذکر آیات و احادیث بسیارست و مجمل همه اینست که یاد کرده شد. والله اعلم. و فائدهٔ تمام وقتی از ذکر حاصل آید که تلقین از مردی گرفته باشد. و خواجهٔ ما میفرمودند رحمة الله

۱تا۳۔ سورۂ حم السجدة: ۳۰.

۴تا۵۔ ایضاً: ۳۱.

۶۔ ایضاً: ۳۲

علیه که کسانی که بارشاد و تلقین مشغولند. سه نوع اند. کامل مکمّل و کامل و مقلّد. و کامل مکمّل را خواجه محمد علی حکیم ترمذی رحمة الله علیه گفته است که وی را از ولایت نبی چهار دانگ نصیب باشد. و کامل مکمّل نورانی و نوربخش است. و کامل نورانی است، ولیکن نوربخش نیست. و مقلّد بتلقین شیخ کاری میکند. اگر باذن شیخ کامل[1] بوده باشد، نیز امیدواری هست. فامّا کمال فایده در آنست که تلقین از کامل مکمّل باشد. و آن کم وجود گیرد. و گفته اند که مرشد قطب می باید یا خلیفهٔ قطب. و بهرحال که باشد دایم بذکر مشغول باشد بآن کیفیّت که تلقین کرده اند. و همه اوقات خود را مصروف بذکر دارد علی الخصوص (۱۷) پیش از صبح و بعد از شام، چنانک خواجهٔ این فقیر را فرموده اند. و عارف رومیؒ میگوید:

در راه حقیقت آورده گمره را — از ذکر همی نور فزاید مه را
خوش گفتن لا اله الّا الله را[2] — هر صبح و نماز شام ورد خود ساز

و هر کس که بامداد و شبانگاه بذکر مشغول باشد از ذاکران بود نی از غافلان. بحکم این آیت که "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ[3]". یعنی یاد کن ای محمدؐ پروردگار خود را، در دل بمسکنت و تضرّع و ترس و یاد کن خدای را نی بآواز بلند و در بامداد و شبانگاه و مباش ای محمدؐ از غافلان یعنی گو مباش اُمّت تو از غافلان. و بعضی از مفسران گفته اند

۱- در اصل: کامل مکمّل.

۲- در کلیات شمس، ج ۸، (مشتمل بر رباعیات) مطبوعه دانشگاه تهران ۱۳۴۲ ش نیامده است. ر.ک: تفسیر حرچخی، ص ۱۳۸. ۳- الاعراف: ۲۰۵.

مراد از غدو و آصال شب و روزست. یعنی علی الدوام بذکر خفیه مشغول باش و از غافلان مباش.

بدانک در هیچ آیت و حدیث امر بذکر بلند نیست، و نیامده است، بلکه امر بذکر خفیه است. چنانک درین آیت مذکوراست که "اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً"[1] یعنی بخوانید پروردگارتان را بمسکنت و تضرّع وآهسته." اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ."[2] بدرستی و راستی که الله تعالی دوست نمیدارد کسانی را که از حد درگذرند وآواز بلند کنند. و در تفسیر امام نجم الدین عمرؒ صاحب منظومه در معنی این آیت آورده است، که ابو موسیٰ اشعری رضی الله عنه روایت کرده است که صحابهؓ با رسول علیه السّلام درسفری بودند. چون بر بالای بلندی برآمدند، تکبیر و تهلیل گفتند وآواز بلند کردند. رسول (ص ا) علیه السّلام گفتند: ایها النّاس اتقوا[3] علی انفسکم لستم تدعون اصم ولا غائباً انکم لتدعون سمیعًا قریبا." یعنی ای مردمان نگاه دارید بر نفسها تان یعنی نعره مزنید و در دلهای خود خدای را یاد کنید. شما کر و غایب را نمی خوانید بلکه شما خوانید، آنی را که شنواست ونزدیک است بعلم قدیم بشما. وغیر ازین دلایل بسیارست. بنا برین علما گفته اند که ذکر بلند بخلاف دلیل است ومشایخ گفته اند که ذکر خفیه اولی است. عارف رومیؒ می فرماید:

نعره کم زن زآنکه نزدیکست یار　　　که ز نزدیکی گمان آید حصول[4]

وبسبب ملازمت ومداومت بر وقوف عددی دل زود ذاکر می شود و از خواجهؒ

۱و۲ـ الاعراف: ۵۵.

۳ـ در اصل: اربعوا.

۴ـ در اصل: حلول.

سماع دارم:

دل چو ماهی و ذکر چون آبست　　　زنده دلها بذکر وهّابست

و چون دل ذاکر شود و علامات آن ظهور کند، بعد از آن بوقوف قلبی مشغول باید بود. و فواید آن را بیان کنیم.

فصل

بدانکه از حضرت خواجهٔ ما رحمة الله علیه سماع دارم که می گفتند "الذکر ارتفاع الغفلة فاذا ارتفع الغفلة فانت ذاکر و ان سکت." یعنی ذکر دور شدن غفلت است، چون غفلت دور شد، مرد ذاکر باشد اگرچه خاموش باشد. و می فرمودند که رعایت وقوف قلبی مهم است در همه احوال در خوردن و گفتن و رفتن و فروختن و خریدن و طهارت ساختن و نمازگذاردن و قرآن خواندن و کتابت کردن و درس گفتن و وعظ و نصیحت. باید که یک چشم زدن غافل نباشد تا مقصود حاصل آید.

و کبرا گفته اند "من غمض عینه عن الله طرفة عین لایصل (۱۶) الیه طول عمره". یعنی هر که یک چشم زدن از خدای غافل شود، بآنچه مقصود ست نرسد در درازی عمرش. و نگاه داشتن باطن کار مشکل است، فاما بعنایت حقّ تعالی و تربیت خاصانِ حق زود میسّر میشود. (بیت):

بی عنایات حق و خاصان حق　　　گر ملک باشد سیاهستش ورق[۱]

و در صحبت دوستان خدای تعالی که هم سبق باشند و منکر یکدیگر نباشند و شرائط صحبت نگاه دارند زود میسّر شود. و به یک التفات باطن شیخ کامل مکمّل تصفیهٔ باطن چندان

۱ـ مثنوی (ج اوّل)، ص ۵۰.

حاصل آید کہ بریاضات کثیرہ حاصل نیاید. چنانک عارف رومیؒ گوید:

آنکہ بہ تبریز دید یک نظرش شمس دین
طعنہ زند بر دھہ سخرہ کند بر چلہ[1]

وسخن شیخ ابو یوسف ہمدانیؒ است کہ "اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا فاصحبوا مع من یصحب مع اللہ"[2]. یعنی صحبت بخدائی دارید واگر طاقت نیاورید، باکسی کہ بخدائی صحبت داشتہ باشد، صحبت دارید. و خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند کہ "صحبۃ مع اللہ" بعد از فنا دست می دہد. والا صحبت باھل فنا خود میسر ست. و درین حدیث کہ "اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور" می گفتند کہ اشارت بصحبت اہل فناست. فاما اگر صحبت از بہر دفع ملامت واغراض فاسدہ وجمع دنیا واستمالت اہل دنیا باشد، از آن صحبت حذر باید کرد. وسخن خواجہ عبد الخالقؒ است کہ از صحبت بیگانگان بگریز، چنانک از شیر گریزی واگر در صحبت بباطن مشغول می باشند، باید کہ بظاہر از مالا یعنی نیز حذر کنند و علامت صحبت کہ مفید ست آنست کہ در وی فیض حقانی بر دل بندہ رسد، و از ماسوی خلاص یابد. چنانک گفتہ اند:

باہر کہ نشستی ونشد جمع دلت — وز تو نرمید زحمت آب وگلت
(۱۷) زنہار از آن قوم گریزان می باش — ورنی نکند جان عزیزان بحلت[3]

وصحابہؓ گفتندی مریکدیگر را "تعالوا نجلس فنؤمن ساعۃ"[4]: بیائید تا نشینیم و یکساعت

۱۔ کلیات شمس (ج ۵) ص ۱۷۱.
۲۔ فقرات، ص ۱۵۸.
۳۔ سلسلۃ الذہب (دفتر اول)، ص ۳۱.
۴۔ صحیح بخاری (ج ۱) ص ۶.

بایمان حقیقی که آن نفی ماسواست مشرف شویم. و فواید صحبت دوستان خدای بسیارست:

صحبت مردانت از مردان کند[1] نار خندان باغ را خندان کند

و چون بوقوف قلبی ملازمت نماید، خلاصهٔ آنچه در ذکرست حاصل شود و چشم بصیرت گشاده گردد. و بارگاه دل از خار اغیار خالی شود. و ذاکر در بحر فنا محو شود و بشرف مذکوری بمقتضای "فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ"[2] مشرف شود. و بحکم وعدهٔ "لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن"[3] جمال سلطان الا الله تجلی کند و دیگر سالک از اسم بمسمّی مشغول شود. و اشتغال باسم بطریق رسم غفلتست. روزی در صحبت حضرت خواجهٔ ما قدّس سره، یکی بآواز بلند "الله" گفت. خواجه گفتند: این چه غفلتست "عَلِمَ مَنْ فَهِمَ وَفَهِمَ مَنْ عَلِمَ".

و در حقایق التفسیر آورده است که یکی از کبرا پرسیدند که در بهشت ذکر خواهد بود؟ جواب گفتند که حقیقت ذکر آنست که غفلت نماند، و چون غفلت در بهشت نخواهد بود، همه ذکر باشد. بعد از آن گفت که سخن اهل تحقیق است:

کانی بعید اوکانک غائب کفانی جوباً ان اناجیک ذاییاً

یعنی گناهست که من ترا در وقت ذکر و مناجات بر زبان یاد کنم. زیرا که من از علم حضرت تو دور نیستم و تو غائب نیستی. اشارت بدین آیت است که "وَ نَحْنُ

۱- تفسیر چرخی، ص ۱۶۶ و ۲۱۰.

۲- سورة البقرة: ۱۵۲.

۳- مرقات شرح مشکوٰة (ج ۹) ص ۳۹۴.

اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ"[1]

و در وقوف عددی و قلبی باختیار (۱۸) چشم فراز نکند. و سر و گردن شیب نکند که آن سبب اطلاع خلق است. و خواجه ما رحمة الله علیه ازین منع می کردند، و از امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه منقولست که مردی را دید که سر و گردن شیب انداخته بود گفت "یا رجل ارفع عنقک"، یعنی ای مرد گردنت بردار چنان می باید که هیچکس از اهل مجلس، حال او را نداند. و بعضی از کبرا گفته اند که "الصوفی هو الکاین البائن"[2] یعنی صوفی آنکس است که پنهان باشد و آشکارا. یعنی بباطن بحق سبحانه مشغول باشد و بظاهر بخلق. نظم:

از درون شو آشنا و از برون بیگانه وش

این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان[3]

مردان رهش بهمت و دیده روند

زآن در ره او هیچ اثر پیدا نیست

وی گفتند مدتی بدو دانشمند دقیق النظر صحبت داشتم. ایشان با وجود کمال محبت مرا نشناختند. زیرا که چون بنده به بی صفتی رسد، شناختن او مشکل بود، خصوصاً اهل رسم را. و حقیقت ذکر خفی بوقوف قلبی میسر می شود، بجایی می رسد که دل نیز نمی داند که بذکر مشغولست. و سخن کبراست که "اذا علم القلب انه ذاکر فاعلم انه غافل". و در حقایق التفسیر آورده است درین آیت که "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً"[4]

---

۱. سورهٔ ق: ۱۶.
۲. مناقب احمدیه و مقامات سعیدیه، ص ۹۲.
۳. قدسیه، ص ۹۰ و مناقب احمدیه، ص ۹۲
۴. سورهٔ الاعراف: ۲۰۵.

قال الحسین لا تنظر ذکرک لنفسک فتطلب به عوضا و افضل الذکر مالا یشرف علیه آلا الحق"
و بعضی از کبرا گفته اند" ذکر اللسان هذیان و ذکر القلب وسوسة"، و این بنسبت منتهیان باشد.

دل را گفتم بیاد او شاد کنم   چون من همه او شدم کرا یاد کنم

خواجهٔ ما قدس سره می فرمودند که (۱۹) چون از سفر مبارک کعبه مراجعت افتاد، بولایت طوس رسیده شد. خواجه علاء الدینؒ از بخارا با اصحاب و احباب باستقبال آمده بوده. و از ملک عزّ الدین حسین که والی هراة بود، مکتوبی بدست قاصدی بدست ما رسیده. و مضمون مکتوب این بود که میخواهیم که بشرف ملاقات مشرف شویم و آمدن ما متعسرست. (اگر عنان کرم باین صوب متوجه سازند، تمام بنده نوازی ست) بموجب "وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ[۱]" و بمقتضای "یاد او و اذا رایت لی طالبا فکن له خادما" متوجه هراة شدیم. چون بملک رسیدیم، پرسید که شیخی بشما بطریق ارث از آبا و اجداد رسیده است؟ گفتم نی. پرسید که سماع می روید و ذکر بلند می گویید و خلوت می نشینید؟ گفتم نی. ملک گفت درویشان را این هاست، چون شما را نیست؟ گفتم چون جذبه و عنایت حق سبحانه بمن رسید و مرا بفضل خود بی سابقهٔ مجاهدت قبول کرد. بعده من باشارت حقانیه بخلفاء خواجه عبد الخالق غجدوانیؒ پیوستم. و ایشان را در اصل این چیزها نبوده است. ملک فرمودند کار ایشان چیست؟ گفتم بظاهر بخلق باشند و بباطن بحق. ملک گفت چنین دست دهد؟ گفتم آری، حق تعالی می فرماید" رِجَالٌ

---

۱. سورهٔ والضحیٰ : ۱۰.

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ"[1].

و می گفتند، خلوت شهرتست و شهرت آفت. و سخن خواجگان ماست، قدس سرّهم که خلوت در انجمن و سفر در وطن، هوش در دم، نظر در قدم. و می گفتند حضوری و ذوقی که در ذکر بلند و سماع حاصل می شود، دوام ندارد. و مداومت بوقوف[2] قلبی بجذبه می کشد و بجذبه کار تمام می شود. (۲۰) م (مصرع):

گرمی مجوی الّا از آتش درونی

والله تعالی هو الموفق.

فصل در نمازهای نافله

حضرت خواجۀ ما قدّس سرّه بنده را فرمودند که پیش از صبح بسبق باطن مشغول باشی. و آن اشارت است بتهجد که بعضی از کبرا گفته اند که در هر حال رسول صلی الله علیه وسلّم پیش از صبح بیدار بودی، و نماز گذاردی. و در اوّل حال نماز تهجد بر ایشان فرض بود. و بعضی برین اند که در آخر حال بر رسول علیه السّلام فرض نمانده بود، بطریق نفل می گذاردند. و بعضی می گویند تا آخر عمر بر ایشان فرض بود. قال الله تعالی "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"[3]. یعنی بعضی از شب را بیدار دار ای محمّد بقرآن خواندن در نماز زیادتی که فریضه باشد ترا یا نفل باشد مر ترا، شاید که برانگیزد پروردگار تو مر ترا در مقام محمود که آن تجلّی ذاتی

۱- سورۀ النور: ۳۷.

۲- در اصل: بحضور قلبی.

۳- سورۀ بنی اسرائیل (الاسراء): ۷۹.

باشد، یا مقام شفاعت مر اوّلین و آخرین را، پس مقام محمود محمّد را علیه الصّلوٰة والسّلام معبود وعده فرمود بسبب هجود در شب و سجود. و در آیت دیگر گفت که "یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ"[1]: ای مرد گلیم برخود پیچیده برخیز شب بعبادت ربّ قدیم. وصفت شب خیزان در قرآن بسیار است. قال الله تعالی "اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ"[2]: بدرستی و راستی که پرهیزگاران در آن جهان باشند در بوستانها و چشمهای آب روان "آخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ"[3]: گیرنده باشند آن چیز را که داده باشد ایشان را پروردگارشان (۲۱) "اِنَّهُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ"[4]: بدرستی و راستی که بودند این خدای پرستان در دنیا نیکی کنندگان. وبیان کرد که "کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ"[5]: بودند که در اندکی از شب خواب رفتندی و بیشتر را بیدار بودندی "وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ"[6]: و در سحرها آمرزش خواستندی از گناهان. و در حدیث است که در سحرها بسیار باید گفت "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا[7] وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ"[8]. و در آیت دیگر فرمود "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ"[9]: یعنی بیک سو می رود پهلوهای مؤمنان خدای ترس از خوابها یعنی شب بیدار می باشند و می خوانند پروردگارشان را "خَوْفًا وَّطَمَعًا"[10]: از بهر ترسیدن عذابش و طمع داشتن رحمتش، "وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ"[11]: و از آن چیزها که روزی کرده ایم ایشان را نفقه می کنند در راه خدای تعالی "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ"[12]. پس نمی داند

۱- سورة المزمل: ۱-۲.
۲ تا ۶- سورة الذّٰریٰت: ۱۵-۱۸.
۷- سورة البقرة: ۲۸۶.
۸- ایضاً: ۱۲۸.
۹ تا ۱۲- سورة السّجدة: ۱۶-۱۷.

هیچ نفسی از مخلوقات آن چیزها را که پنهان گردانیده شده است از بهر ایشان که آن[1] روشنی چشم ایشان می باشد. یعنی خوش آید ایشان را "جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"[2]، و باشد که آن درجها و نعمتها جزای عملهای ایشان باشد.

در رسول صلی الله علیه وسلّم صحابهٔ را گفت "علیکم بقیام اللیل فانه داب الصالحین قبلکم و هو قربة (لکم) الی ربکم و مکفرة للسیآت و منهاة عن الاثم"[3] (۲۲) یعنی برشما باد که شب بیدار باشید که (آن) رفتار صالحان ست. یعنی انبیاء و رسل و اولیا شب بیدار بودندی، شما نیز آنرا اختیار کنید که شب بیدار بودن سبب رحمت حق است و موجب کفارت گناهانست وسبب باز داشتن از گناهانست. و در حدیث دیگرست که رسول الله صلی الله علیه و سلّم فرمود که "اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر فان استطعت ان تکون ممن یذکر الله فی تلک الساعة فکن"[4]، یعنی نزدیک ترین بودن رحمت خدای تعالی به بندگان بمیان شب است که بصبح نزدیک باشد. پس اگر توانی که باشی از کسانی که یاد میکنند مر حضرت خدای را عز و جل در آن وقت بباش از ایشان. و در فضیلت شب خیزان احادیث بسیارست. آداب آنرا بتوفیق الله تعالی بیان کنیم:

در خبرست که رسول الله صلی الله علیه وسلّم شب بیدار شدی، اوّل مسواک کردی و وضوی ساختی. و بخواندی این آیت را که "اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ"[5] تا آخر سوره المّ الله[6]. و این دعا را بخواندی که "اللّهم لک الحمد انت قیّم السموٰت

۱- در اصل: نفی.

۲- سورهٔ السجدة: ۱۷.

۳- مشکوٰة المصابیح، ص ۱۰۹.

۴- همان مأخذ.

۵- آل عمران: ۱۹۰.

۶- یعنی سورهٔ آل عمران.

والارض ومن فیهنّ ولک الحمد انت نور السمٰوات والارض ومن فیهنّ وانت ملک السمٰوات والارض ومن فیهنّ ولک الحمد انت الحقّ ووعدک الحقّ ولقائک حقّ وقولک حقّ والجنّة حقّ والنّار حق والنبیّون حق ومحمّد حقّ والسّاعة حقّ. اللّٰهم لک اسلمت وبک آمنت (۲۳) وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدّمت وما اخّرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به منّی انت المقدّم انت المؤخّر لا الٰه الّا انت (ولا الٰه غیرک)[1]". بعد از آن دوازده رکعت نماز بشش سلام بگذارد. واگر "سوره یٰسٓ" یاد باشد در نماز تهجد بخواند حضرات عزیزان رحمة الله علیهم گفته اند که چون سه دل جمع آید کار بندهٔ مؤمن برآید. دل شب ودل قرآن که یٰسٓ است ودل بندهٔ مؤمن. اگر وقت تنگ باشد، هشت رکعت با چهار رکعت یا دو رکعت بگذارد وبعد از نماز دعا کند. وبسبق باطن مشغول شود تا صبح دمد. سنّت نماز بامداد را در خانهٔ خود گذارد. در رکعت اوّل "فاتحه" و"قُل یَا اَیُّهَا الْکٰافِرُوْنَ[2]". و در رکعت دوم "فاتحه" و"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[3]". بخواند. بعد از آن هفتاد بار "استغفر الله الّذی لا الٰه الّا هو الحیّ القیّوم واتوب الیه[4]" گوید. واگر شب پگاه باشد ساعتی بدست راست روی سوی قبله تکیه کند باز طهارت نو سازد از برای سُنّت وفریضهٔ نماز بامداد. و در راه مسجد گوید "استغفر الله من جمیع ما کره الله قولاً وفعلاً

۱- مشکوٰة المصابیح، ص ۱۰۷-۱۰۸.

۲- سورة الکٰفرون: ۱.

۳- سورهٔ اخلاص: ۱.

۴- مشکوٰة المصابیح، ص ۲۰۵ (بنقل از ابوداؤد).

وخاطراً وناظراً". وچون در مسجد در آید پای راست پیش نهد وگوید "السّلام علیٰ اهل بیت الله اللّٰهمّ افتح لی ابواب رحمتک"[1]. وچون نماز بامداد اداکند برجای نماز خود نشیند وبسبق باطن مشغول گردد تا آفتاب برآید، بعد از آن دو رکعت نماز گذارد. رسول الله صلی الله علیه وسلّم فرمود "من صلی الفجر بجماعة ثمّ قعد یذکر الله حتیٰ تطلع الشمس ثمّ صلی رکعتین کانت له (٢٤) کاجر حجّة وعمرة تامّة تامّة تامّة"[2]. یعنی هرکه نماز بامداد گزارد بجماعت پس نشیند ویاد کند حقّ تعالی را تا آفتاب برآید و دو رکعت نماز بگذارد، باشد وی را ثواب یک حج ویک عمرهٔ تمام تمام تمام. و بعد از آن دو رکعت دیگر بگذارد وبه نیّت استخاره یعنی طلب خیر کند از حقّ تعالی که درین روز توفیق خیر دهدش. رسول صلّی الله علیه وسلّم فرمود حکایة عن الله تعالی "یا ابن آدم ارکع لی اربع رکعات من اوّل النّهار اکفک آخره"[3]. یعنی حقّ گفت ای پسر آدم، بگذار از برای من چهار رکعت نماز در اوّل روز، تا کفایت کنم من آخر روز ترا. وقال النبیّ صلّی الله علیه وسلّم "من قعد فی مصلّاه حین ینصرف من صلوة الصبح حتّی یصبح یصلی رکعتی الضّحی لایقول الّا خیراً غفرله خطایاه وان کانت اکثر من زبد البحر"[4]. یعنی هرکه نماز بامداد بگذارد وبنشیند برجای نماز خود تا دو رکعت نماز چاشت گذارد ونگوید الّا خیر آمرزیده شود همه گناهان او اگرچه بیشتر از کفک دریا باشد. وبعضی از مفسران گفته اند در تفسیر این آیت که "وابرٰهیم الّذی وفّی"[5]. یعنی

۱- سنن ابن ماجه، ص ۵٦.
۲- مشکوٰة المصابیح، ص ۸۹ (به نقل از ترمذی).
۳- ایضاً، ص ۱۱٦ (به نقل از ابوداود).
۴- همان مأخذ و سنن ابی داود (ج ۱) ص ۱۸۲.
۵- سورة النجم: ۳۷.

ابراهیم[4] پیغمبر وفا کرد. یعنی نمازِ اشراق را ترک نکرد. و چون این نماز گزارد، ده بار بگوید "لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیءٍ قدیر[1]" و این ذکر را حضرت شیخ سیف الدین باخرزی تلقین کردند وقتی که متوجه مزار ایشان می بودم. بعده دعا کند و از حق تعالی توفیق خیر جوید. و چون از مسجد بیرون آید بگوید "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ[2]" تا خانه رسد این دعا را بخواند تا در منزل خود درآید. (۲۵) اگر قرآن داند، مصحف بنهد و قرآن آن مقدار که خواهد بخواند. بعد از آن اگر طالب علم باشد بطلب علم و درس مشغول شود و اگر کاسب باشد بکسب مشغول شود و اگر سالک باشد بذکر و مراقبه مشغول باشد تا آفتاب بلند برآید و زمین گرم شود، نماز چاشت بگذارد. و نماز چاشت دوازده رکعت آمده است. قال النبی صلی الله علیه وسلم "من صلی الضحی اثنتی عشرة رکعة بنی الله له قصراً من الذهب فی الجنة[3]". یعنی هرکه نماز چاشت بگذارد دوازده رکعت، حق تعالی کوشکی از زر در بهشت برای وی بنا کند. و هشت رکعت نیز آمده است و چهار رکعت و دو رکعت نیز آمده است. و بعضی از مفسران درین آیت که "فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا[4]" "بدرستی که خدای تعالی مر اوابین را آمرزنده است" گفته اند مراد از اوابین کسانی اند که نماز چاشت بگذارند. و در حدیث است که "صلوٰة الاوابین حین ترمض الفصال[5]" یعنی نماز اوابین وقتی ست که سنگ ریزه گرم شود بآفتاب و پای شتربچه چون

۱- مشکوٰة المصابیح، ص ۲۱۰.
۲- سنن ابن ماجه، ص ۵۶.
۳- مشکوٰة المصابیح ص ۱۱۶ (به نقل از ابن ماجه).
٤- سورهٔ بنی اسرائیل: ۲۵.
۵- مشکوٰة المصابیح، ص ۱۱۶ (به نقل از مسلم).

بزمین رسد. بسوزد از گرما. و بعضی مفسّران گفته اند نماز اوابین در میان نماز شام و نماز خفتن است شش رکعت. و اگر تواند از نماز شام تا نماز خفتن در مسجد نشیند و بسبق باطن مشغول باشد که ثواب بسیارست و حضرت خواجهٔ بندهٔ را باین فرموده بودند. والله تعالی الموفق.

خاتمه

در بعضی فواید که از حضرت خواجه باین فقیر رسیده (بود) و از خلیفهٔ[1] ایشان خواجه علاؤالدین عطار (رحمة الله علیه بیان کرده شد، بتوفیق الله تعالی). حضرت خواجهٔ ما فرمودند که امیر خود مرا یک نوبت[2] گفتند (۲۶) که تا لقمه پاک نباشد مقصود حاصل نشود. و بعضی می گویند ما دریا شده ایم ما را زیان نمی دارد دروغ می گویند آری دریای نجس شده اند زیرا که رسول صلی الله علیه وسلم احتراز کرد و گوشت گوسفند مغصوب نخورد. و خدای تعالی می فرماید "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ"[3]. یعنی ای مؤمنان مخورید مالهای یکدیگر را بباطل یعنی بآن وجه که شرع حکم نکرده است. و صحابه رض در نماز زیادتی و روزه زیادتی چندان اهتمام نمی نمودند که در لقمه. و می گفتند که در حدیث است که "العبادة عشرة اجزاء تسعة منها طلب الحلال"[4] یعنی بندگی خدای تعالی ده بخش

۱- دراصل: خلفاء

۲- دراصل: امر خوردوانیکلتوی (؟) می گفتند.

۳- سورهٔ النساء: ۲۹.

۴- قدسیه، ص ۲۹.

طلب کردن حلال است» و می گفتند که درویش باید که بلند همت باشد و بما سوی حق التفات ننماید. و بواقعات مغرور نگردد که آن دلیل قبول طاعت پیش نیست. نظم:

چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم
نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم[1]

د دران کوشد که مظهر قبض و بسط شود تا سر "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"[2] معلوم وی شود. و نکتهٔ «القبض و البسط فی الولی کالوحی للنّبی» دریابد. و می گفتند ما هر چه یافتیم از علو همت یافتیم. و بنده را وقتی که کلاه مبارک خود دادند گفتند این را نگاه دار که هر جاوی را بینی ما را یاد کنی و چون ما را یاد کنی ما را بیابی و برکت آن در خانوادهٔ تو باشد. حضرت خواجه علاء الدّین عطار رحمه الله روزی بیرون آمدند و بنده محزون بود فرمودند که چرا حزن داری؟ گفتم معلوم شماست. گفتند معنی این سخن چیست؟

(۲۷) ما ذات نهاده در صفاتیم همه | موصوف صفت سخرهٔ ذاتیم همه
تا در صفتیم جمله ماتیم همه | چون رفت صفت عین حیاتیم همه[3]

و این سخن حکیم غزنوی خواجه سنائی ست رحمة الله علیه هر کسی معنی گفتند آخر بنده را پرسیدند که تو چه می گوئی؟ گفتم این اشارت بتجلّی ذاتیست که "وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ"[4] بیان آن میکند بعده گفتند پس غم چراست:

۱- نائیه، ص ۱۰۷.
۲- سورهٔ الذّریت: ۲۱.
۳- نائیه، ص ۱۱۱ و چاپ ۱۳۳۶، ص ۳.
۴- سورهٔ الحجر: ۲۹.

ع: جانا تو کجا و ما کجائیم

خواجہ بندہ را فرمودند تا توانی باین حدیث عمل کن کہ "صل من قطعک واعط من حرمک واعف عمن ظلمک."[1] ومعنی وی آنست کہ پیوند بآن کہ از تو بریدہ است وچیزی بدہ آن را کہ ترا محروم گردانیدہ است وچیزی در وقت احتیاج بتو ندادہ است وعفو کن از کسی کہ بتو ستم رسانیدہ است. وہمہ خلاف ہوای نفس است واین حدیث را فواید بسیارست. ومی گفتند کہ در حدیث است کہ "الفقراء الصُّبَّر هُمْ جلساء اللّٰہ تعالی یوم القیامۃ" ای المقربون غایۃ القرب یعنی فقیران صبر کنندہ ہمنشینان خدایند در قیامت یعنی نیک نیک برحمت او نزدیک اند وفرمودند فقر بر دو نوعست اختیاری واضطراری واضطراری افضل است کہ اختیار حقست بہ نسبت بندہ. ومی گفتند بی فقر ظاہر و باطن کار تمام نمی شود وخواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللّٰہ علیہ می گفتند کہ ہمہ قرآن اشارت بنفی وجودست وحقیقت متابعت سُنّت مخالفت طبیعت است وتا بندہ بمقام فنا نرسد خلاص از طبیعت مشکل است. ودرین بیت کہ: (۲۸)

از آن مادر کہ من زادم دگر بارہ شدم جفتش

از آنم گبر می خوانند کہ با مادر زنا کردم

مراد ازین مادر طبیعت است. وبندہ بترک اختیار خود وتفویض در جزئیات و کلیات بمقام "بی نیطق وبی یبصر" می رسد. ومراد ازین سخن کہ حسنات الابرار سیّآت

۱۔ مسند احمد بن حنبل، (ج ۴)، ص ۱۵۸۔

۲۔ مشکوٰۃ، باب ذکر اللّٰہ، ص ۱۹۷۔

المقربین[1]" دید طاعت است که آن حسنه است بنزدیک ابرار، و سیئه است بنزدیک مقربان.

نظم:

مذهب زاهد غرور اندر غرور
مذهب عارف خراب اندر خراب

و می فرمودند که روندگان راه دو قسم اند بعضی انواع ریاضات و مجاهدات می کشند و نتایج آن را می طلبند و می یابند و کار میسّر می شود و بعضی فضلی اند جز فضل خدای تعالی، هیچ نمی بینند و توفیق طاعات و مجاهدات هم از فضل او می بینند و عمل را ملاحظه نمی کنند با وجود این عمل را ترک نمی کنند و این طایفه زودتر بمقصود می رسند "الحقیقة ترک ملاحظة العمل لا ترک العمل"[2]. و پیر هری می فرماید که عمل را رها مکن ولیکن گران بها مکن. و خواجه ما می گفتند "ما فضلیانیم دو بیست کس بودیم که قدم در کوی طلب نهادیم فضل حق سبحانه بمن رسید یعنی مقام قطب" و می گفتند "بیست سالست که بفضل الهی بمقام بی صفتی مشرف شده ام" از خواجه علاء الدین سماع دارم که می فرمودند که حضرت خواجه گفتند که مراد از آن مجذوب که حضرت خواجه محمد علی حکیم ترمذی قدس سره روحه در بعضی از تصانیف خود ذکر کرده اند که در بخارا مجذوبی پیدا شود (۲۹) که وی را چهار دانگ از ولایت نبی نصیب باشد من بوده ام. و می گفتند که دو کرت بحجاز رفتم کسی که وی را قابلیت معنی من بوده باشد نیافتم. و می فرمودند درین آیت کریمه که ابراهیم علیه السلام گفت: "رب

۱- احادیث مثنوی تألیف بدیع الزمان فروزانفر، ص ۶۵ (به نقل از اتحاف السادة المتقین، ج ۸، ص ۶۰۸).

۲- تفسیر حرخی، ۹۸. منقول از امام قشیری.

اَرِنِی کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ"[1] مراد از اطمینان قلب آن بود که ابراهیم علیہ السلام مظہر صفات احیائی شود. و می گفتند این آیات که "اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا"[2] و "اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ"[3] با آن آیت که "اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ"[4] متناقض نیست. زیرا که در آن آیت سلب خوف و حزن از اولیا بہ نسبت وعدۂ الوہیت و صفت جمال حق است و درین آیت که "وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ" بہ نسبت بشریت و جلال حق است و درین آیت که "فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ"[5] مراد از طاغوت ماسوای حق است. و می فرمودند که روزۂ ما نفی ماسواست و نماز ما "کانک تراہ"[6] است (و این بیت از ایشان باین فقیر رسید:

تا روی ترا ندیدم ای شمع طراز — نی کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
در بی تو بوم نماز من جملہ مجاز — چون با تو بوم مجاز من جملہ نماز)

و معنی وی آنست که بعد از حصول شہود و وصول مقصود معلوم می شود که طاعتی که لایق حضرت باشد نمی توان آورد که "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖۤ"[7] ای

۱- سورۂ البقرۃ: ۲۶۰.
۲- سورۂ حٰمٓ السجدۃ: ۳۰.
۳- سورۂ یونس: ۶۲.
۴- سورۂ الانفال: ۲.
۵- سورۂ البقرۃ: ۲۵۶.
۶- مشکوٰۃ (کتاب الایمان) ص ۱۱.
۷- سورۂ الانعام: ۹۱.

ما عظموا اللّٰه حق عظمته". و می فرمودند اگر یار بی عیب خواهی بی یار مانی. نظم :

بندهٔ حلقه بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش

و می فرمودند که حقیقت اخلاص بعد از فنا دست میدهد تا بشریت غالبست میسّر نمی شود و این نظم املا فرمودند نظم :

ساقی قدحی که نیم مستیم | مخمور صبوحی الستیم
ما را تو بما ممان که تا ما | با خویشتنیم بت پرستیم

لک الحمد یا ذا الجلال والاکرام علی التوفیق للاتمام وصلی اللّٰه تعالی علی محمد علیه الصلوٰة والسلام وعلی آله واصحابه الکرام. وکان زمان اتمامه وقت الظهر یوم الاثنین عاشر شهر رمضان المبارک سنة تسع وتسعمایة (۹۰۹). و انا العبد جلال غفرله.



ترجمہ

رسالہ اُنسیّہ

اُردو



حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

فقیر کو جو عقیدت و وابستگی سلاسلِ اولیاء اللہ کے ساتھ عموماً اور بزرگان سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خصوصاً ہے اور ان مقدس ہستیوں کی سیر و سوانح کے جو نقوش میرے صفحۂ قلب پر نقش ہیں یہ اسی کی برکت ہے کہ فقیر کو ان کے آثار و سوانح پر قلم اٹھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ۔

چنانچہ اس ذوق کی تسکین کے لئے میں نے سب سے پہلے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے آثار پر کام کرنے کو ترجیح دی۔ ان کے رسالۂ "ابدالیہ" (فارسی) کی تصحیح و تدوین کی[1]۔ اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے[2]۔ اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے رسالہ "اُنسیہ" کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

اس کا فارسی متن بتصحیح جناب مولانا اعجاز احمد بدایونی "مجموعۂ سنۂ ضروریہ" (مجموعہ

1۔ یہ تصحیح شدہ متن "مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان"، اسلام آباد نے جون ۱۹۷۸ء میں چھاپا ہے۔

2۔ یہ اردو ترجمہ "اسلامک بک فاؤنڈیشن" لاہور نے چھاپا ہے۔

رسائل حضراتِ نقشبندیہ) میں صفحہ ۱۵ تا ۳۷ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں چھپ چکا ہے. زیرِ نظر اردو ترجمہ اسی فارسی متن سے کیا گیا ہے. چونکہ رسالۂ مذکور میں تصحیح کے باوجود کافی اغلاط تھیں لہٰذا میں نے کتابخانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں مخزونہ مخطوطات النسبیہ نمبر ۳۹۳*، ۶۶۸، ۵۵۵۴ اور ۵۸۶۶ سے اسکا مقابلہ کر کے تصحیح و ترجمہ کیا. حواشی میں جگہ کم ہونے کے باعث متن میں مذکور حضرات کا مختصر تعارف رسالہ کے آخر میں اسی ترتیب سے درج کر دیا ہے.

اگر اربابِ علم و ادب اور اصحابِ سلوک و تصوّف کو اس ترجمہ میں کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو حقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسے دُور کیا جاسکے.

آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تقریباً چار پانچ سال قبل اس رسالہ کو طبع و نشر ہو کر منصّۂ شہود پر آجانا چاہیئے تھا لیکن بعض طباعتی ممانعات کی بنا پر اس کو عملی جامہ پہنایا نہ جاسکا اب فقیر کی گزارش پر جناب مرشد بابا صاحب کے زیرِ اہتمام رسالہ ہٰذا کا تصحیح کردہ متن ان کے مکتبہ سراجیہ کی جانب سے طبع و نشر ہو رہا ہے. فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاء

محمّد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ
۱۳۱ محلہ غازی آباد. نزد ڈھوک
بھٹیاں. راولپنڈی

---

* کتاب ہٰذا کا فارسی متن یہی نسخہ ہے اور اسی کے صفحات فارسی متن میں مشخص کئے گئے ہیں.

شرح احوال و آثار

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمدؒ بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السرزی المعروف یعقوب چرخیؒ.[1]

والد بزرگوارؒ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے اپنی تفسیر میں چند جگہ پر ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد بزرگوارؒ ارباب علم و مطالعہ سے تھے اور پارسا اور صوفی تھے. ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے. چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لئے نہ پیا. مولانا یعقوب چرخیؒ نے یہ رباعی اپنے والد بزرگوارؒ سے پڑھی تھی!:

جز فضلِ تو راہ کے نماید مارا
جز جود تو بندگی کہ شاید مارا
گر چلۂ ہر دو کون طاعت داریم
بے لطف تو کار برنیاید مارا

ایک دوسری جگہ ذکر آیا ہے کہ آپکے والد بزرگوارؒ نے آپ کو ایک دعا پڑھائی کہ اسے ہمیشہ سورۂ "عم" کی قرائت کے بعد پڑھیں.[2]

1۔ "تفسیر چرخی" ص ۲۰۴ و "مقدمۂ ناشیہ" ص ۹۷.

2۔ "تفسیر چرخی" ص ۲۱۲ و ایضاً.

ولادت | تذکرے آپ کی ولادت کے متعلق خاموش ہیں.

تعلیم و تربیت | کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیلِ علوم کی.[1] حضرت شیخ زین الدین خوافی (وصال ۸۳۳ یا ۸۳۴ یا ۸۳۸ھ) آپ کے ہمدرس تھے اور آپ نے حضرت مولانا شہاب الدین سیرامیؒ سے، جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے. تلمذ کیا.[2] فتوی کی اجازت آپ نے علمائے بخارا سے پائی تھی.[3]

حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ملاقات | حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی. جب آپ اجازتِ فتویٰ حاصل کر کے بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرتِ خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا: "میری طرف بھی توجہ فرمائیں." حضرت خواجہؒ نے فرمایا: "کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو."

آپ نے عاجزی سے کہا: "میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں." حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا: "اس لئے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں." حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ: "کوئی اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو." حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا: "حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالےٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے. اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے." حضرت خواجہؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: "ما عزیزانیم". ان کے یہ فرمانے سے یعقوب

۱۔ رشحات، ص ۷۹، و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ۱۴۰. ۲۔ تذکرۂ مشائخِ نقشبندیہ، ص ۱۴۲.

۳۔ رشحات، ص ۷۶.

چرخی ؒ کا حال دگرگوں ہو گیا. کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند ؒ ان سے فرماتے ہیں: "مریدان عزیزان شو". اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے. جب حضرت خواجہ ؒ نے فرمایا کہ "ما عزیزانیم" تو حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ خواب یاد آگیا.[1]

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں. حضرت خواجہ ؒ نے فرمایا: "ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان سے توجہ طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ غیر توجہ میں نہیں رہتا. کوئی چیز ہمارے پاس رکھو تاکہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ."[2]

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی چیز نہیں کہ ہمارے پاس رکھ جاؤ. لہٰذا میرا کلاہ ساتھ لے جاؤ جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے. اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی." پھر فرمایا: "اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کولکی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں."[3]

بخارا سے روانگی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے. اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی سے ملاقات کرنے کے لئے فرمایا تھا.[4]

۱۔ رشحات، ص ۷۶. ۲۔ ایضاً، ص ۷۷. ۳۔ ایضاً. ۴۔ ایضاً.

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا تاج الدینؒ سے ملاقات اور بخارا کو واپسی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پا لیا اس ملاقات اور مولانا دشتی کو لکی کا جو رابطۂ محبت حضرت خواجہ نقشبندؒ سے تھا، نے مولانا یعقوب چرخیؒ کے دل پر اسقدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔[1]

ایک مجذوب سے ملاقات بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سرِ راہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا: "کیا میں حضرتِ خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں جاؤں؟" انہوں نے کہا: "جلدی جاؤ"۔ اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیریں کھینچیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں۔ اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی۔ کیونکہ "اِنَّ اللّٰہَ فَردٌ وَّ یُحِبُّ الفَردَ"۔[2] چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مُفرد تھیں۔[3]

حضرت خواجہؒ سے دوبارہ ملاقات اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہو کر ان کی نظرِ التفات سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرتِ خواجہ نقشبندؒ کامل اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی: "اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقتَدِہ"۔[4]

۱۔ رشحات، ص ۷۷۔ ۲۔ ترجمہ: "خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے"۔ ۳۔ رشحات، ص ۷۷۔

۴۔ ترجمہ: "یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ (صبر کی) ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلئے"۔ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۹۰)۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰۔

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزی (وصال ۶۵۸ھ) کے مزار کی طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبولِ الہٰی کا ایک قاصد آپہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چل پڑے۔ جب حضرت خواجہؒ کی اقامت گاہ قصرِ عارفاں پہنچے تو حضرت خواجہؒ سرِ راہ ان کے منتظر تھے اور وہ ان سے لطف و احسان سے پیش آئے۔[1]

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونا نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے "العلم علمان، علم القلب فذٰلك علم نافع علم الانبیاء والمرسلین والعلم اللّسان فذٰلك حجۃ اللّٰہ علیٰ ابن آدم۔[2] اُمید ہے کہ علمِ باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا۔" اور فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: "اذا جالستم اھل الصدق فاجلسوھم بالصدق فانھم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الیٰ ھممکم ونیاتکم اور ہم مامور ہیں۔ ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی تمہیں قبول کرلیں گے۔[3]

۱۔ رشحات، ص ۸۷، و تذکرۂ مشائخِ نقشبندیہ، ص ۱۴۰۔

۲۔ ترجمہ: "علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم اور یہ بنی آدم پر حجّت ہے۔" (رسالۂ قدسیہ، ص ۱۰۸۔ بحوالہ کنزالہدایات و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰) ۳۔ ترجمہ: "جب تم اہلِ صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوجاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔" ۴۔ رشحات ص ۸۷ اور تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰۔

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شاید حضرت خواجہؒ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہؒ نے مولانا یعقوب چرخیؒ سے فرمایا:

"مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں لیکن جو آدمی جس حالت میں آئے اور جیسا وقت ہو"[1]

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اپنے مشائخ کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وقوف عددی میں مشغول کیا اور فرمایا: "یہ علمِ لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا"[2]

عطائے خلافت | بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کے وقت فرمایا: "ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگانِ

۱۔ رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰۔

۲۔ رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰-۱۴۱

خدا تک پہنچاؤ تاکہ سعادت کا موجب بنے"۔[1] پھر تین بار فرمایا "ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا"۔[2] اور ساتھ ہی اشارۃً آپ کو حضرت علاؤ الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔[3]

بخارا سے روانگی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش، اصفہان یا ماوراء النہر کا ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثنا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی خوف بھی کہ مبادا عالم طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دور کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر عالم روحانی میں حضرت خواجہؒ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو عالم روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں وہ کونسا عمل کروں جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پاؤں۔ انہوں نے فرمایا: "شریعت محمدی پر عمل کرنے سے"۔[4]

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطّارؒ کی خدمت میں کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشاں چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیاں سے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملا۔ جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیاں کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ

۱۔ رشحات، ص ۸۷۔ و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱۔ ۲۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱۔
۳۔ رشحات، ص ۸۷، و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲۔ ۴۔ ایضاً و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱۔

آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے۔[1]

جب حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰۔ ربیع الاول ۸۰۲ھ کو اس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چغانیان سے واپس حصار آگئے اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ "جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے اسے بندگانِ خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا۔"[2]

وفات ہفتہ ۵۔ صفر ۸۵۱ھ، بمطابق ۲۲۔ اپریل ۱۴۴۷ء، بمقام حصار۔

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے ۷۸۲ھ میں بخارا میں ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر آپ نے اپنی تفسیر میں کیا ہے۔[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے ۶۹ سال پہلے کا ہے۔ اور اگر یہ ان کے آغاز طلب علمی اور ہرات سے بخارا تک سفر کرنے کا زمانہ تھا تو بھی کم از کم اس وقت آپ بیس سال کے تھے۔ اس طرح آپ نے تقریباً ۸۹ سال عمر پائی دوسری طرف آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان سے ۶۰ سال بعد فوت ہوئے اس رُو سے بھی آپ نے لمبی عمر پائی۔[4]

مزار صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک موضع ہلفتو میں واقع ہے جو حصار کا ایک گاؤں ہے[5] اور اسی روایت کو صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے۔[6] مگر سعید نفیسی "تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبانِ فارسی" میں لکھتے ہیں: "مولانا یعقوب

۱۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲۔ ۲۔ ایضاً۔

۳۔ تفسیر چرخی، ص ۷۷۔ ۴۔ مقدمہ نائیہ ۹۹۔

۵۔ رشحات، ص ۷۶۔ ۶۔ ص ۱۴۲۔

چرخی[1] نے حصار شادمان میں وفات پائی۔ ان کا مزار اب کالخوز لنین مین تاجیکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیان میں واقع ہے۔ حصار شادمان کا شہر پہلے اس جگہ آباد تھا اور بعد میں حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں۔[1]

اولاد | ۱۔ سعید نفیسی کے بقول۔ "حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا یوسف چرخی[2] اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے جو چرتک کے نام سے مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرح کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی ہے۔ جہاں چند حجرے ہیں۔[2]

۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی[2] نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس فقیر کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر ۱۶ سال اور آٹھ ماہ تھی۔ وہ انواعِ کمالات سے آراستہ، اور صاحب حسن صوری و معنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بیحد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روحانیت سے یہ شعر میری خاطر میں گذرا:

با دو قبلہ در رہِ توحید نتوان رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن[3] (حکیم سنائی)

راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔

خلیفہ و جانشین | حضرت خواجہ عبید اللہ احرار[2] (وصال ۲۹۔ ربیع الاول ۸۹۵ھ) اپنے وقت کے مشہور عارف اور آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔[4]

۱،۲۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، جلد دوم ۷۷۸-۷۷۹۔ ——— ۳۔ مقدمۂ نائیہ، ص ۹۷ و تفسیر چرخی، ص ۱۰۶۔ ۴۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، جلد اول، ص ۲۶۵۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ | **خواجہ احرارؒ کی مولانا یعقوب چرخیؒ سے عقیدت**

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کی زیارت کے لئے براستہ چل دختران حصار گئے۔ اور اس طویل مسافت کو فرطِ اخلاص کے سبب اکثر پیادہ طے کیا۔

جب مولانا یعقوب چرخیؒ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مولانا نے غصّے کی نگاہ سے خواجہ احرارؒ کی طرف دیکھا نیز حضرت مولاناؒ کی پیشانی مبارک پر سفیدی ظاہر ہوئی جس سے خواجہ احرارؒ کے دل میں کراہت پیدا ہوئی حضرت مولانا نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، دوسری بار مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس طرح خواجہ احرارؒ کی طرف توجہ فرمائی کہ انہوں نے بے اختیار ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اس پر مولانا یعقوب چرخیؒ نے فرمایا:

"میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدّین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: "تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا، اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے"۔

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخیؒ نے خواجہ احرارؒ کو طریقۂ خواجگان اور وقوف عددی کی تلقین فرمائی۔[1]

شاعری | حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ رُباعی آپ کی ہے:

تا در طلب گوہر کانی کانی
تا زندہ بوی وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو
ہر چیز کہ در جستن آنی آنی[2]

۱۔ مقدمۂ نائیہ، ۱۰۷۔ ۱۰۸۔

۲۔ ہفت اقلیم، ج ۱، ص ۳۳۴ اور نائیہ ص ۱۲۶ اور تفسیر چرخی، ص ۲۷ و ۲۲۶۔

تصنیفات | ۱۔ تفسیر یعقوب چرخیؒ: اس میں تسمیہ، تعوّذ اور فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ ہجری میں مکمل ہوئی[1]۔ کئی بار چھپ چکی ہے۔ ایک مرتبہ ۱۳۰۸ھ میں لکھنؤ سے چھپی[2]۔ اور ایک بار اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجرانِ کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا ہے۔

۲۔ رسالۂ نائیہ: اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی معنوی ہے۔ اور اس کے آخر میں آپ نے حکایت بادشاہ اور کنیزک، داستان شیخ دقوقی اور شیخ محمّد سرزری کا اضافہ کیا ہے۔ رسالۂ نائیہ جامیؒ کے ہمراہ (ص ۹۵ تا ۱۵۸) انجمن تاریخِ افغانستان کابل نے ۱۳۴۶ ہجری شمسی میں شائع کیا۔ اور اس پر خلیل اللہ خلیل نے حواشی اور مقدّمہ تحریر کیا ہے[3]۔

۳۔ انسیّہ: یہ رسالہ بتصحیح جناب اعجاز احمد بدایونی "مجموعہ ستہ ضروریہ" (مجموعۂ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ ہجری میں چھپ چکا ہے۔ ان فصول پر مشتمل ہے: ۱۔ فصل: فضیلت دوامِ وضو۔ ۲۔ فصل: ذکرِ خفی۔ ۳۔ فصل: نفلی نمازیں۔ ۴۔ خاتمہ۔ بعض فوائد جو مصنّف کو حضرت خواجہ نقشبندؒ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدّین عطارؒ سے پہنچے۔

۴۔ شرح رباعی ابوسعید ابی الخیرؒ: مطبوعہ کے متعلق علم نہیں ہوا۔ کتابخانۂ گنج بخش* مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کے مجموعہ ۱۴ رسائل خطّی میں اس کا ایک قلمی نسخہ (ص ۱۵۴ تا ۱۶۱) موجود ہے اس کا نمبر ۴۸۴۴ ہے کاتب نے آخر میں اس کا نام "جمالیہ" لکھا ہے۔ اس مجموعہ کے گیارہویں رسالے کے آخر میں تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ درج ہے

۱۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، ص ۲۶۵۔

۲و۳۔ فہرست کتابہای چاپی فارسی، جلد دوم، ص ۲۹۱۱۔

اور تمام مجموعہ ایک خط میں تحریر ہے۔

۵۔ ابدالیہ: اس کا موضوع اثبات وجود اولیاء اور ان کے مراتب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پہلی بار میں نے کیا ہے جو اپریل ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاونڈیشن لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے۔ نیز ابدالیہ کا میرا تصحیح کردہ فارسی متن مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے جون ۱۹۷۸ء میں شائع کیا ہے۔

۶۔ شرح اسماء اللہ: اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے علمائے طریقت نے اسماء اللہ کی عربی و فارسی میں متعدد شروح لکھی ہیں۔ میں نے ان کے فوائد فارسی میں اکٹھے کئے ہیں تاکہ خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچے۔

آغاز: الحمد للہ الذی نور قلوب الاولیاء بتجلیات اسماء الحسنی وصفات العلیا وجعلہا... وبعد، میگوید بندۂ راجی از خداوند قوی... یعقوب بن عثمان بن محمود... الغزنوی ثم الچرخی...

مخطوطات | ۱۔ راولپنڈی، گولڑہ شریف، کتابخانۂ دربار پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خط نستعلیق، کتابت تیرھویں صدی ہجری، آغاز برابر نمونہ، ۲۸ صفحہ، ۱۵ سطر۔

۲۔ اٹک، مکھڈ، کتابخانۂ مولانا محمد علیؒ (در ملک جناب محمد صالح)، خط نستعلیق، کتابت گیارھویں صدی ہجری، آغاز برابر نمونہ، ۲۲ ص۔ (فہرست نسخہ ہای خطی پاکستان، احمد منزوی)۔

۷۔ قرآن شریف کا تاجک زبان میں ترجمہ | تاجک زبان میں سب سے پہلے قرآن شریف کا ترجمہ پانچ سو سال قبل کیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ایک مشہور عالم دین یعقوب چرخی نے کیا تھا۔ حال ہی میں سوویت تاجکستان کے دارالخلافے دوشنبے کے نواح میں واقع ایک مسجد کو ان کا نام دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ، کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء)

۸۔ رسالہ دربارۂ اصحاب و علامات قیامت | بخط نستعلیق ۱۳ ویں ہجری، کاتب محمد بن داملا آدینہ محمد خواجہ الیستر خانی مجال سرای، بروز چہارشنبہ صفر، آغاز ناقص (مجموعہ مخطوطات نمبر ۲۴۸۰/۵، بنیاد خاورشناسی تاشکند، نسخہ ہای خطی (جلد ۹، ص ۱۷۸) زیر نظر محمد تقی دانش پژوہ، تہران ۱۳۵۸۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اور ثنا زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی، جس نے بنی نوع انسان کو گوناگوں کمالات کا مظہر بنایا. رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو تکمیل کا وسیلہ بنایا اور حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سلسلے میں مزید ارشاد کے ساتھ ان سب پر فضیلت بخشی، اس وجہ سے ان کی اُمت کو بھی بہترین اُمت بنایا. ان کی اُمت میں سے بعض کو ولایتِ خاصہ کے ساتھ محفوظ رکھا اور ان کی ظاہری اور باطنی پیروی کو اس پر حجت ٹھہرایا کہ: "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝"[1] اور جس شخص نے ان کی متابعت کی سعادت سے روگردانی کی، وہ ابدی بدبختی کے ذریعے ہلاک ہوا (جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے): "قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝"[2] پس جو

۱۔ ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔" (سورۂ آلِ عمران، پارہ ۳، آیت ۳۱).

۲۔ ترجمہ: "آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو (سن رکھیں) کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔" (سورۂ آلِ عمران، پارہ ۳، آیت ۳۲).

کوئی ولایت خاصہ کی خلعت سے مشرف ہونا چاہے تو اسے ان کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں. اس مطلب کی بنا پر فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی (ثم الیہ رزنی) لازال جدہ کجدہ محمودا نے چاہا کہ سیر مصطفویہ اور طریقت مستقیمہ سے جو تھوڑی سی خوشبو اسے حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشائخ والاولیاء فی العالمین خواجہ بہاء الحق والدین المشتہر المعروف بنقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی ہے، اسے قید تحریر میں لائے. تاکہ اس کے فوائد زمانے میں باقی رہیں اور اصحاب و احباب کی ہدایت کا ذریعہ بنیں. ان کے سلسلہ اور احوال عجیبہ کا ذکر بزرگوں میں سے بعض نے پہلے بھی کیا ہے اور یہاں ان میں سے بعض کا ذکر مختصر طور پر کیا گیا ہے. تاہم جو نسبتِ جذبہ سے ترتیب دیئے گئے ہیں وہ قلم کے ذریعے بیان نہیں کئے جا سکتے.

جب عنایت بے انتہا اس فقیر کے لئے طلب کا سبب بنی اور فضلِ الٰہی کا راہنما ان (حضرت خواجہ نقشبندؒ) کی خدمت میں بخارا لے گیا تو میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان کے لطفِ عام کی وجہ سے التفات پاتا تھا. یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے یقین ہوا کہ وہ خواص اولیاء اللہ میں سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں. بہت سے غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد میں نے کلام اللہ سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی:

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"[1] آخر روز میں، میں فتح آباد میں، جو اس فقیر کا مسکن تھا، شیخ عالم سیف الحق والدین الباخرزیؒ[2] رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا تھا کہ اچانک قبولِ الٰہی کا ایک قاصد آپہنچا اور مجھ میں بیقراری پیدا ہوئی.

۱۔ ترجمہ: "یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلئے." (سورۃ الانعام، پارہ ۷، آیت ۹۰). ۲۔ م ۶۵۸ھ.

میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں موضع قصرِ ہندوان (قصرِ عارفان) جو ان کی منزل تھی، پہنچا تو ان کو سرِ راہ منتظر پایا۔ وہ میرے ساتھ بڑے لطف و احسان سے پیش آئے۔

مغرب کی نماز کے بعد میں ان کی صحبت میں تھا ان کی ہیبت مجھ پر غالب آچکی تھی اور بات کرنے کی مجال نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ حدیث میں ہے: "العلم علمان، علم القلب فذٰلك علم نافعٌ، للانبیاء و المرسلین وعلم اللسان فذٰلك حجۃ اللہ علیٰ ابن آدم"[1] اُمید ہے کہ علمِ باطن سے کچھ تجھے ملے گا۔ (پھر) فرمایا کہ حدیث میں ہے: "اذا جالستم اهل الصدق فاجلسوهم بالصدق فانهم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الیٰ همکم و نیاتکم"[2] اور ہم مامور ہیں آج رات دیکھیں گے کہ اشارہ کس کا ہوتا ہے اس پر عمل کریں گے"۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو فرمایا: "مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا ہوا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو دیر سے قبول کرتے ہیں، لیکن جس طرح کوئی آئے اور وقت جیسا ہو۔" (پھر انہوں نے) اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک بیان فرمایا اور اس فقیر کو وقوفِ عددی میں

۱۔ ترجمہ: "علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے، دوسرا زبان کا علم جو بنی آدم پر حجت ہے۔" (رشحات عین الحیات ص ۸، و رسالۂ قدسیہ ص ۱۰۸ بحوالہ کنز الہدایات و تذکرۂ مشائخِ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔

۲۔ ترجمہ: "جب تم اہلِ صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔ وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔" (رشحات، ص ۸، و تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔

مشغول کیا اور فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کو پہنچا ہے اور وہ اس طرح کہ خواجہ عبدالخالقؒ مولانا صدرالدینؒ، جو کبرا میں سے تھے، کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے کہ: "اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً"[1] تو اُن سے پوچھا کہ یہ خفیہ جس کا حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے، کونسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر تجھے حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ارادت ہوئی تو یہ معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خداتعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک خواجہ عبدالخالقؒ کے پاس پہنچے اور ان کو اس سبق کی تلقین کی۔ مشہور ہے کہ خدا عزّ و جل کے وُہ بزرگ آدمی حضر زادہ اللہ تعالےٰ علماً و حکمۃً تھے۔

اس کے بعد میں کچھ عرصہ ان کی خدمت میں تھا۔ پھر اس فقیر کو بخارا سے کوچ کرنے کی اجازت ملی۔ وقتِ رخصت انہوں نے فرمایا کہ ہم سے جو کچھ تجھے پہنچا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاؤ تاکہ سعادت کا سبب بنے، اور پھر تین بار فرمایا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ ان کی اس سپردگی سے اُمید زیادہ ہوئی کیونکہ حدیث میں ہے: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ اِذَا اُسْتُودِعَ شَیْئًا حَفِظَہٗ"[2]۔

بخارا سے چل کر کش کے شہر میں پہنچا اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہا۔ یہیں خواجہ نقشبندؒ کی وفات کی خبر ملی۔ طبیعت مجروح و محزون ہوئی اور بڑا خوف غالب ہوا کہ نعوذ باللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ عالم مادی کی طرف میلان ہو جائے اور طلب کا ذریعہ نہ رہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ انہوں نے زیدؓ بن الحارثہ کو یاد کیا اور یہ

۱۔ ترجمہ: "پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے"۔ (سورۃ الاعراف، پارہ ۸، آیت ۵۵)۔

۲۔ ترجمہ: "بیشک جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے تو وہ اسکی حفاظت کرتا ہے"۔

آیت پڑھی: "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ؕ"[1] چونکہ میں ان کی صحبت سے محروم ہو چکا تھا لہٰذا خیال آیا کہ ایک دوسرے گروہ میں، جو ان کے درویشوں میں سے نہ تھے، شامل ہو جاؤں اور ان کے طریقے کو اپنا لوں. دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: "قَالَ زَیْدُ بْنُ الْحَارِثَۃِ الدِّیْنُ وَاحِدٌ."[2] میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں اور انہوں نے صحابہؓ میں سے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اس لئے مخصوص کیا کیونکہ وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے متبنّٰی تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے منہ بولے بیٹے تھے. اور ہمارے خواجگان قدس اللہ اروا حہم طالبوں کو فرزندی میں قبول کرتے ہیں. بس ان کے اصحاب ان کے متبنّٰی ہیں. واللہ اعلم.

دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کو خواب میں دیکھا. میں نے ان سے پوچھا کہ میں قیامت کے روز آپ کو کس ذریعے سے پاؤں گا؟ انہوں نے فرمایا: بتشرع یعنی شریعت پر عمل کرنے سے. ان تین بشارتوں سے اس کی طرف اشارہ تھا جو اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا وہ فضلِ الٰہی، آیاتِ قرآن اور حدیثِ مصطفیٰؐ پر عمل کرنے کی برکت، اس عمل کا نتیجہ طلب کرنے. تقویٰ اور حدود شریعت کی پابندی، عزیمت میں قدم رکھنے، سُنّت و جماعت پر عمل پیرا ہونے اور بدعت سے باز رہنے سے تھا.

۱۔ ترجمہ: "اور محمدؐ تو بس ایک رسول ہی ہیں ان سے قبل اور بھی رسول گزر چکے ہیں سو اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے".

(سورۂ آل عمران: آیت ۱۴۴).

۲۔ ترجمہ: زیدؓ بن حارثہ فرماتے ہیں "دین ایک ہی ہے".

جب مجھے بخارا سے جانے کی اجازت دے رہے تھے تو اس وقت مجھے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ من الملک الجبار سے کسبِ فیض کے لئے بھیجا اور اشارۃً ان کی متابعت کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سپردگی کی وجہ سے چند سال میں خواجہ عطارؒ کی خدمت میں رہا۔ ہر آدمی پر ان کے لُطف و کرم کی انتہا نہ تھی بالخصوص اس فقیر پر۔ جب میں ان کی صحبتِ پاک سے بھی محروم ہو گیا تو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل بقدرِ حال کرنا چاہی، جو انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم سے تجھے پہنچا ہے دوسروں کو پہنچاؤ، حاضرین کو تقریر اور غائبین کو تحریر کے ذریعہ۔ یہ فقیر خود کو اس کا اہل نہیں سمجھا مگر عقیدہ یہ ہے کہ اشارہ بے حکمت نہ ہوا ہو گا:

توچشم خویش را دیدن میاموز
فلک را راست گردیدن میاموز

اور میں ان کے روحِ مقدس سے مستفید ہوتا تھا۔ ان امور میں سے جو فرمایا کرتے تھے، ایک بڑا کام ہمیشہ باوضو رہنا، دوسرا وقوفِ عددی اور وقوفِ قلبی کی مداومت، تیسرا صبح سے پہلے اور نمازِ مغرب کے بعد سبق باطن کے درس میں مشغول رہنا اور چوتھا مبارک اوقات میں نفلی نمازوں کی طرف اشارہ تھا۔ کائنات کے پیدا کرنے والے کی مدد سے اس رسالے میں یہ وصیتیں اور ان کے فوائد بیان کئے گئے ہیں اس کے علاوہ بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ نقشبندؒ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں، ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ تعالیٰ روحہ کو طریقت میں شیخ طریقت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند ہونے کا شرف حاصل تھا، ان کو حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ کا، ان کو حضرت خواجہ محمود الخیر فغنویؒ کا، ان کو حضرت خواجہ عارف

ریوگری کا، ان کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا، ان کو حضرت شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانی کا، ان کو حضرت شیخ ابو علی فارمدی کا، جو شیخ امام غزالی کے پیر و مرشد تھے اور ان کو حضرت ابوالقاسم گرگانی کا، شیخ ابوالقاسم گرگانی کی تصوف میں نسبت تین واسطوں سے شیخ جنید بغدادی تک پہنچتی ہے. شیخ ابوعلی فارمدی کو دوسری نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی سے تھی، ان کو سلطان العارفین بایزید بسطامی سے، ان کو امام جعفر صادق سے، ان کو اپنے والد امام محمّد باقر سے، ان کو اپنے والد امام زین العابدین سے، ان کو اپنے والد سیّد الشہدا امیر المؤمنین حسین سے، ان کو اپنے والد امیر المؤمنین امام المتقین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے. امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم باطن میں دوسری نسبت اپنی والدہ کے باپ حضرت قاسم بن محمّد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے ہے، جو کبار تابعین میں سے ہوئے ہیں. حضرت قاسم کو علمِ باطن میں حضرت سلمان فارسی سے نسبت ہے اور حضرت سلمان کو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو پانے کے باوجود علمِ باطن حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نسبت تھی. بس ہمارے خواجہ قدّس اللہ تعالیٰ روحہ کو تصوّف میں چار طرح کی نسبت ہے. ایک حضرت خواجہ خضر زادہ اللہ تعالیٰ علماً و حکمۃً سے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، دوسری حضرت شیخ جنید بغدادی سے، تیسری سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی سے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور چوتھی امام جعفر صادق سے حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق تک. اس مطلب کی بنا پر ان (خواجہ نقشبند) کو نمکِ مشائخ کہتے ہیں.



طیبت لک یلوی اللہ ما احسن کلامک الفقیر عبید اللہ طاہری

فصل ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت

ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ باوضو رہنا چاہیئے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "لا یحافظ علی الوضوء الا مؤمن[1]" یعنی ہمیشہ باوضو نہیں رہ سکتا مگر وہ آدمی جو کہ مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ[2]" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں یا مسجد قبا میں ایسے آدمی ہیں جو خود کو دوست رکھتے ہیں، نجاست کو ڈھیلے سے صاف کرتے ہیں اور پھر پانی سے دھوتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدمی دوست رکھتے ہیں کہ غسل کے ذریعے خود کو جنابت اور نجاست سے پاک کریں۔ اور وہ رات کو سوتے نہیں، خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو خود کو نجاست سے پاک کرتے ہیں۔ اس طرح معلوم ہوا کہ طہارت کرنے اور خود کو پاکیزہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کی دوستی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ کا دوست ہو۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "اذا توضأ العبد المومن فغسل وجهه خرج من وجهه کل خطیئة نظر الیها بعینیه مع الماء فاذا غسل یدیه خرج من یدیه کل خطیئة کان بطشتها یداه مع الماء فاذا غسل رجلیه خرج کل خطیئة مشتها رجلاه مع الماء حتی یخرج نقیا من الذنوب[3]" یعنی رسول اللہ

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹۔

۲۔ سورۃ التوبہ، پارہ ۱۱، آیت ۱۰۸۔

۳۔ صحیح مسلم، جلد اوّل، ص ۱۴۸-۱۴۹۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایماندار آدمی وضو کرتے وقت جب اپنے چہرے کو دھوئے تو جن گناہوں کی طرف آنکھوں سے نظر کی (وہ وضو کے) پانی کے ساتھ اس کے چہرے سے زائل ہو جاتے ہیں اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوئے تو ہاتھوں سے کئے گئے گناہ پانی کے ساتھ ہی خارج ہو جاتے ہیں، پس جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ ہی بہہ جاتے ہیں جن کی طرف وہ اپنے پاؤں سے چل کر گیا، حتیٰ کہ (وضو سے فارغ ہوتے پر) وہ تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے۔" اور ظاہری طہارت کے ذریعے باطنی طہارت طلب کرے، ہر عضو کو دھوتے وقت کلمۂ شہادت پڑھے، مسواک کو بلاوجہ ترک نہ کرے، کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ جب وضو ختم کرے تو پڑھے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ۔[1]" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی طہارت کرنے کے بعد یہ پڑھے تو اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھولے جاتے ہیں تاکہ وہ جس دروازے سے چاہے اندر آئے۔ جب (وضو ختم کرنے کے بعد) کھڑا ہو تو وضو کے پانی سے تھوڑا سا پی لے اور پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْوَهْلِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔[2]" اور اس کے بعد دو رکعت نماز تحیت وضو

۱۔ ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ خداوندا مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو بہت توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں میں داخل کر دے جو طہارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے ان بندوں سے بنا دے جو صالح ہیں۔" (جامع ترمذی، ص ۹، منیۃ المصلّی، ص ۱۱)۔ ۲۔ ترجمہ: "اے اللہ اپنی شفاء سے مجھے شفا عطا کر اور اپنی دواؤں سے میرا علاج کر اور مجھے ڈرانے والی چیزوں اور مرضوں اور دردوں سے بچائے۔" (منیۃ المصلّی، ص ۱۱)۔

پڑھے اور اس سے پہلے داڑھی کو کنگھی کرے اور اسے چہرے کے دائیں طرف سے شروع کرے۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت کہ "یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ"[1] کے بارے میں کہا ہے کہ اس آرائش (زینت) سے مراد داڑھی کو کنگھی کرنا ہے۔ ان دو رکعت نماز میں اپنے ارادوں کی نفی کرے اور ظاہر و باطن میں اس نماز میں متوجہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "ما من مسلم یتوضاء فیحسن وضوئہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلا علیھما بقلبہ و وجھہ الا وجبت لہ الجنۃ"[2] (رواہ المسلم) یعنی جو کوئی مسلمان وضو کا ارادہ کرے پس اپنا وضو اچھی طرح کرے یعنی فرائض، سنن اور آداب بجا لائے۔ پھر کھڑا ہو جائے پس دو رکعت نماز اپنی ظاہری و قلبی توجہ سے ادا کرے اس کی جزا نہیں ہے مگر بہشت اس کے لئے واجب ہو گئی ہے۔ ہمارے خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نماز میں خود کو ارکان و احکام نماز اور اذکار میں مشغول رکھے اور یہ مبتدی کی طرح ہو۔ نمازِ تحیتِ وضو میں بڑا ثواب ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تمام اوقات میں پڑھے، شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اوقاتِ مکروہ میں نہ پڑھے اور یہی ہمارے علماء کے مذہب کے موافق ہے۔ نماز کے بعد گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے تین مرتبہ پڑھے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ"[3]، اور (پھر) دعا مانگے۔ رات دن باوضو رہے اور باوضو ہی سوئے۔ کیونکہ

۱۔ سورۃ الاعراف، پارہ ۸، آیت ۳۱۔ ترجمہ: "اے اولادِ آدم کی لے لو اپنی آرائش (ہر نماز کے وقت)"۔ ۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹۔

۳۔ ترجمہ: "بخشش طلب کرتا ہوں میں اس اللہ سے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور توانا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔ (ابو داؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مامن مؤمن بات طاھراً فی شعاد طاھر الا بات فی شعادہ ملک فلا یستیقظ ساعۃ من اللیل الاقال الملک اللھم اغفر عبدك فلاناً فانہ قد بات طاھرا[1]" یعنی کوئی مومن پاک لباس میں طاہر و پاک نہیں سوتا جب تک کہ اس کے لباس میں فرشتہ نہ سوئے اور نہ رات کو کسی وقت بیدار ہوتا ہے جب تک فرشتہ نہ کہے کہ اے خداوندا اپنے فلاں بندے کو بخش دے جو کہ پاک سویا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الطاھر النائم کالقائم الصائم[1]"۔ یعنی جو آدمی با طہارت سوتا ہے اس کا ثواب اس طرح ہوتا ہے جس طرح روزہ دار اور رات کو عبادت کرنے والے کا ہوتا ہے۔ بلا وجہ حالت جنب میں نہ سوئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یدخل الملائکۃ فی بیتٍ فیہ صورۃٌ و کلبٌ و جنبٌ[2]"۔ یعنی رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔ جب سونا چاہے تو بستر پر قبلے کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھے اور "آیۃ الکرسی[3]" اور "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ[4]" پڑھے پھر تین بار "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ[5]"، "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ[6]" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ[7]" پڑھے اور ہر بار پڑھنے کے بعد دونوں ہتھیلیوں پر دم

۱۔ احیاء علوم الدین (امام غزالی) میں بعض حصہ اور مکمل "المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار، جلد اوّل، ص ۱۴۱۔

۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۰۔

۳۔ سورۂ البقرہ، پارہ ۳، آیت ۲۵۵۔ ۴۔ ایضاً، آیت ۲۸۵۔

۵۔ سورۂ اخلاص، پارہ ۳۰۔

۶۔ سورۂ الفلق، پارہ ۳۰۔ ۷۔ سورۂ النّاس، ایضاً۔

کرے اور اپنے تمام اعضا پر ملے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا ہے۔

اس کے بعد تین بار یہ پڑھے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔" حدیث میں ہے کہ جو کوئی سونے کے وقت تین مرتبہ استغفار کرے، حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ نیند اس پر غلبہ کرے۔ اس کے بعد دائیں پہلو پر قبلہ رو ہو کر لیٹ جائے اور دائیں ہتھیلی کو دائیں رخسار کے نیچے رکھے اور تین بار پڑھے: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ"[1] اور پھر یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔[2] اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ وَ اسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَیْکَ الَّتِیْ تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی وَتُبَعِّدُنِیْ مِنْ سُخْطِکَ بُعْدًا۔[3] اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ وَلَا تُوَلِّنِیْ غَیْرَکَ وَلَا تُنْسِنِیْ ذِکْرَکَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ۔"[4]

۱۔ ابن ابی شیبہ۔ ترجمہ: "اے اللہ مجھے دور رکھ اپنے عذاب سے جس روز تیرے بندوں کا حشر ہوگا۔"

۲۔ یہاں تک بخاری، مسلم و دیگر صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔

۳۔ یہاں تک: احیاء علوم الدین، جلد اول، ص ۳۳۳۔ ۴۔ ترجمہ: "خداوندا میں نے اپنی جان تجھے سونپ دی اور اپنا رخ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھ دی، تیری رغبت اور خوف سے، سوائے تیرے کوئی ٹھکانا اور پناہ نہیں، تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے ایمان لایا اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا (مشکوٰۃ)، اے اللہ! مجھے بیدار کر ان گھڑیوں میں جو تجھے سب سے پیاری ہیں، اور اپنے محبوب ترین کام کرنے کی توفیق دے (ایسے کام) جو تیرے قریب کر دیں مجھے بہت قریب اور دور کر دیں مجھے تیرے عذاب سے بہت دور (احیاء علوم الدین)، اے اللہ مجھے اپنی سزا سے بےخوف نہ کر اور اپنے سوا کسی اور کے سپرد نہ کر اور اپنی یاد سے مجھے نہ بھلا اور مجھے غافلوں سے نہ بنا۔"

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لرجل یا فلان اذا آویت الی فراشك فتوضا وضوئك للصلوٰۃ ثم اضطجع علی شقك الایمن ثم ‌فقل "اللّٰھم اسلمت نفسی الیك الی قولہ ارسلت" وقال فان مُتّ من لیلتك متّ علے الفطرۃ ای علے الدین الحق وان اصبحت اصبحت خیراً[1]۔ ھذا حدیث اخرجہ البخاری وغیرہ من الائمة".

(یہ دعا پڑھنے کے بعد) ذکر میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ سو جائے جب بیدار ہو تو ذکر میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ پھر سو جائے اور "نوم العالم عبادة" اسی طرح کی خواب کی جانب اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ الموفق۔



۱۔(ا) مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ جب اپنے بستر پر دراز ہوتے تو دائیں طرف لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ"۔ رسولِ پاکؐ فرماتے جو یہ پڑھ کر سوئے اور فوت ہو جائے تو وہ اسلام پر فوت ہوا۔ (مشکوٰۃ ایضاً)۔

(ب) ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اے فلاں جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وضو کر نماز کی طرح کا وضو، پھر داہنی کروٹ لیٹ جا، پھر کہہ: "اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ" سے لے کر "اَرْسَلْتُ" تک (جو کہ اوپر کی روایت میں مکمل ہے)۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر تو اپنی اس رات (جس میں یہ دعا پڑھی) مر گیا تو فطرت پر مرے گا یعنی دینِ اسلام پر فوت ہوگا اور اگر تو نے صبح کی تو صبح کرے گا بھلائی کے ساتھ"۔

فصل مخصوص کیفیت میں ذکر خفی کی فضیلت

اس سبق کو ہمارے خواجہ "وقوف عددی" کہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: "اجمعوا وضوء کم جمع اللہ شملکم۔"[1] یعنی اپنے وضو کو جمع کرو تاکہ حق تعالیٰ تمہاری پریشانیوں کو جمع کرے اور وضو کو جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے کرنے سے تمام بُری صفات مثلاً حسد، کینہ، عداوت، بخل اور مولا تعالیٰ کی محبت کے سوا جس چیز کی محبت ہو، سے ظاہری اور باطنی طہارت نصیب ہوتی ہے۔ اور دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں آرام پاتا ہے۔ جب دل بُری صفات سے پاک ہو جائے اور اچھی صفات سے آراستہ ہو جائے تو سالم ہو جاتا ہے۔ اس دنیا کی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا مگر سالم دل کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝"[2] یعنی قیامت کے دن مال اور بیٹے کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر جو آدمی قیامت میں سالم دل لے کر آئے گا وہ اس قلب سلیم کے سبب رحمتِ حق کو پائے گا۔ سالم دل کی صفت یہ ہے جو انہوں نے کہی ہے:

زغیرت خانۂ دل را زغیرت کردہ ام خالی
کہ غیرت را نمی شاید درین خلوت سرا رفتن[3]

کبرا نے کہا ہے کہ تمام عبادتوں سے مقصود ذکر ہے۔ ذکر جان کی طرح ہے اور تمام

۱۔ رسالۂ قدسیہ، ص ۱۴۲۔

۲۔ سورۂ الشعراء، پارہ ۱۹، آیت ۸۸۔۸۹۔ ۳۔ تفسیر چرخی، ص ۱۵۱۔

عبادتیں دل کی مانند ہیں۔ اگر عبادتوں میں اللہ تعالیٰ سے غافل رہے تو ان سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس رباعی کا تعویذ لکھے تو بیمار انشاء اللہ تعالیٰ صحت پائے گا:

"تا روئے ترا بدیدم اے شمع طراز
نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
چون با تو بوم مجاز من جملہ نماز"[1]

جاننا چاہیئے کہ جس ذکر میں اخلاص نہ ہو وہ اتنا فائدہ اور نتیجہ نہیں دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من قال لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ خالصاً مخلصاً دخل الجنۃ[2]۔ قیل وما اخلاصھا، قال ان یحجزہ عن المحارم"، یعنی جو کوئی خلوص سے "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" پڑھے وہ بہشت میں داخل ہوگا، پوچھا گیا کہ اس کلمے کا اخلاص کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا اخلاص یہ ہے کہ پڑھنے والا خود کو حراموں سے باز رکھے، اس کلمہ کے پڑھنے کی برکت سے اسکا دل درست ہو جائے اور اس کے اقوال و افعال اور احوال میں استقامت ظاہر ہو جائے۔ جب ظاہری اور باطنی استقامت نصیب ہوتی ہے تو تمام سعادت ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" یعنی یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور "لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھنے کے بعد اس کی شرائط کے ساتھ ایمان لائے، پس وہ ظاہراً اور باطناً درست ہو گئے اور ان کو اس کلمہ کے پڑھنے کا نتیجہ حاصل ہو گیا، یہ ظاہری استقامت ہے یعنی حدود شرعیہ کی رعایت، اور باطنی استقامت ایمان

۱۔ منقول از ابو سعید ابوالخیر، "تاریخ تصوف در اسلام" ص ۴۰۶۔ ۲۔ تفسیر جرجی، ص ۳۷۔

حقیقی سے عبارت ہے۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے تھے کہ اس سے مُراد دل کو تمام ان فوائد اور نقصانات سے پاک کرنا ہے، جن سے وہ مشغول ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزا یہ ہوتی ہے کہ تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ یعنی ان کے اس جہان سے جاتے وقت ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ رحمت کے فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا یعنی عذاب سے مت ڈرو اور اس جہاں کی آسائشوں کے فوت ہونے پر غم مت کھاؤ ـــ وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ہ یعنی اور بشارت پایئے اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ فرشتے ان مومنوں سے کہتے ہیں نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓـؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ یعنی اِس جہان اور اُس جہان میں ہم تمہارے دوست ہیں، اور وہ فرشتے ان مومنوں کو کہتے ہیں کہ وَلَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ہ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ہ[1] یعنی تمہارے لئے وہ کچھ ہے جو تمہارے دل چاہتے ہیں اور جس کی تم نے آرزو کی، یہ تمام نعمتیں تمہارے لئے اس بڑے بخشنے والے اور بڑے رحم کرنے والے نے، نازل کیں اور تمہارے لئے حاضر چیزوں کے نازل کرنے کا حکم دیتے ہیں تاکہ مہمان کے سامنے لاکر رکھیں اور اس کے بعد دوسرا تکلف کریں۔ حضرت باری تعالیٰ کے دیدار کی وجہ سے جنّت کی سب نعمتیں حاضر ہونگی۔

اگر ذکر اخلاص سے نہ کیا جائے تو اتنا فائدہ نہیں دیتا بلکہ بہت بڑا خوف ہوتا ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ: "مَنْ قَالَ اللہ و قلبه غافل عن اللہ فخصمه فی الدّادین اللہ" یعنی جو کہ اللہ کہے اور اس کا دل احکام اللہ کی رعایت سے غافل ہو، پس دونوں

۱۔ سورۂ حم السجدہ، پارہ ۲۴، آیت ۳۰، ۳۱، و ۳۲۔

جہاں میں اسکا دشمن اللہ تعالیٰ ہے۔ ذکر کی فضیلت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذکر کا ہمہ وقت فائدہ تب حاصل ہوتا ہے جب کسی آدمی سے اس کی تلقین لی جائے۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں، تین قسم کے ہیں: کامل مکمل، کامل اور مقلّد۔ کامل مکمل کے بارے میں قطب المشائخ خواجہ محمد حکیم ترمذیؒ کی بعض تصنیفات میں آیا ہے کہ اسے ولایت نبی سے چار دانگ نصیب ہیں اور کامل مکمل نورانی اور نور بخش ہے۔ کامل نورانی تو ہے مگر نور بخش نہیں اور مقلّد وہ ہے جو شیخ کی تلقین سے کام کرتا ہے۔

اگر (ذکر) شیخ کامل کے اذن سے ہو تو بھی اُمید ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تلقین ہو اور اس کا اتفاق کم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کہا گیا ہے کہ مرشد قطب یا خلیفہ قطب ہونا چاہیئے۔ جس حال میں بھی ہو جس طرح انہوں (مرشدین) نے تلقین کی ہے، ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے۔ تمام اوقات میں خود کو ذکر میں مشغول رکھے، خاص کر صبح سے پہلے اور شام کے بعد جس طرح ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو فرمایا ہے۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں: رباعی:

از ذکر همی نور فزاید مه را
در راه حقیقت آورد گمره را
هر صبح و نماز شام ورد خود ساز
خوش گفتن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ را [1]

۱۔ یہ رباعی کلیات شمس، ج ۸، (مشتمل بر رباعیات) مطبوعہ دانشگاہ تہران ۴۲ھ ۱۳ش میں نہیں ہے، اور تفسیر حرجی، ص ۱۳۸۔

جو کوئی صبح اور رات کے وقت ذکر میں مشغول رہے وہ اس آیت کے حکم سے یقیناً غافلین میں سے نہیں بلکہ ذاکرین میں سے ہے (آیت یہ ہے): "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝" [1] یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے، دل میں یاد کیجئے اور صبح اور شام کے وقت ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو اور آپ بے خبر نہ رہیں اور اپنی امت سے بھی کہیں کہ وہ بھی بے خبر نہ رہے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ غدو اور آصال سے مراد رات اور دن ہے یعنی صبح سویرے ذکر خفی میں مشغول رہئے اور بے خبر نہ رہئے۔

جاننا چاہیئے کہ کسی آیت اور حدیث میں صحیح طریقے سے ذکر جہر کا حکم نہیں آیا ہے بلکہ ذکر خفی کا حکم ہوا ہے۔ جس طرح کہ اس دوسری آیت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے: "اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝" [2] یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کو عاجزی اور تضرع اور نیچی آواز سے، یقیناً اللہ تعالٰی ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو حد سے تجاوز کریں اور آواز بلند کریں۔ تفسیر میں امام نجم الدین عمر صاحبؒ اس آیت کے معنی میں ایک نظم لکھتے ہیں کہ ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب ایک اونچی جگہ پر آئے تو انہوں نے تکبیر اور تہلیل کہی اور آواز بلند کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا: "اَیُّھا النّاس اتقوا علی انفسکم

۱۔ سورۂ الاعراف، پارہ ۹، آیت ۲۰۵۔

۲۔ سورۂ الاعراف، پارہ ۸، آیت ۵۵۔

انکم لا تدعون اصم ولا غائباً انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم" یعنی اے لوگو! اپنی جانوں پر نگاہ رکھو، نعرہ نہ لگاؤ اور اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کو یاد کرو، تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم اس کو پکارتے ہو جو علم قدیم سے سننے والا اور تمہارے قریب ہے.

اس کے علاوہ بہت سے دلائل ہیں. اسی لئے علما نے کہا ہے کہ ذکر جہر خلاف دلیل ہے اور مشائخؒ نے کہا: ذکر خفی اولیٰ ہے. عارف رومیؒ فرماتے ہیں:

نعرہ کم زن زانکہ نزدیک ست یار

کہ از نزدیکی گمان آید حصول

ہمیشہ وقوف عددی میں مشغول رہنے سے دل جلدی ذاکر ہو جاتا ہے اور میں نے حضرت خواجہؒ سے سُنا ہے کہ کہا کرتے تھے:

دل چو ماہی و ذکر چون آب ست

زندگی دل بذکر وہاب ست

جب دل ذاکر ہو جائے اور اس کی علامات ظاہر ہو جائیں تو اس کے بعد وقوفِ قلبی میں مشغول ہو جانا چاہیئے اب ہم اس کے فوائد بیان کرتے ہیں. میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: "الذکر ارتفاع الغفلۃ فاذا ارتفع الغفلۃ فانت ذاکر وان سکت" یعنی ذکر سے مراد غفلت سے دُور ہونا ہے، جب غفلت دُور ہو جائے تو آدمی ذاکر ہو جاتا ہے، خواہ وہ خاموش ہو. اور حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ وقوف قلبی کی رعایت تمام حالتوں میں نہایت ضروری ہے یعنی کھاتے، سوتے، بولتے، چلتے، بیچتے، خریدتے، وضو کرتے، نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے، کتابت کرتے، درس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے وقت، پلک جھپکنے کی دیر بھی

غافل نہیں رہنا چاہیئے تاکہ مقصود مل جائے۔ کبرا نے کہا ہے کہ: "من غفف عینہ عن اللہ طرفۃ عین لا یصل الیہ طول عمرہ" یعنی جو کوئی پلک جھپکنے کی دیر بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے وہ لمبی عمر میں بھی مقصود کو نہیں پہنچتا۔ باطن کو محفوظ رکھنا مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے خاص بندوں کی تربیت سے جلدی میسر ہو جاتا ہے۔ شعر:

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیا هستش ورق[1]

اور (باطن کی حفاظت) خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں، جو ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں اور صحبت کی شرائط کے پابند ہوں، جلدی میسر ہوتی ہے۔ شیخ کامل مکمل کی ایک باطنی نگاہ سے باطن کی وہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے جو زیادہ ریاضتوں سے بھی میسر نہیں آتی۔ جیسا کہ عارف رومیؒ کہتے ہیں:

آنک بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر چلہ سخرہ کند بر دو قعہ[2]

شیخ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے: "اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا فاصحبوا مع من یصحب مع اللہ"[3] یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم کو خدا تعالیٰ کی صحبت میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو خدا تعالیٰ کا مصاحب ہو۔ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صحبت مع اللہ

۱۔ تفسیر چرخی، ص ۱۵۲۔ مثنوی (ج ۱)، ص ۵۰۔

۲۔ کلیات شمس، ج ۵، ص ۱۷۱، غزل نمبر ۲۵۰۵ و تفسیر چرخی، ص ۱۵۲۔

۳۔ فقرات، ص ۱۵۸۔

فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت نہ رکھ سکو تو اہلِ فنا کے ساتھ صحبت رکھو۔ وہ اس حدیث: "اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور"[1] کے بارے میں بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس میں اہلِ فنا کی صحبت کی جانب اشارہ ہے۔ لیکن اگر ملامت اور اعراض فاسدہ کو دفع کرنے، دنیا کو اکٹھا کرنے اور اہلِ دنیا کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ہو تو ایسی صحبت سے ڈرنا چاہیئے۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تو بیگانوں کی صحبت سے یوں گریز کر جس طرح کہ شیر سے گریز کرتا ہے اور اگر تم صحبت کرتے وقت باطن میں مشغول رہو تو ظاہراً بیہودہ چیزوں سے بھی ڈرنا چاہیئے۔ جو صحبت مفید ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں بندے کے دل کو فیض حقانی پہنچے اور ماسوئ سے نجات پائے، جسطرح کہ اس رباعی میں کہا گیا ہے:

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
وز تو نرمید زحمت آب وگلت
زینہار زصحبتش گریزان می باش
ورنہ نکند روح عزیزان بحلت[2]

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دوسرے کو کہا کرتے تھے: "تعالوا نجلس فنؤمن

۱۔ ترجمہ: "جب تم اپنے کاموں میں پریشان و متحیر ہو تو قبر والوں سے مدد طلب کرو"۔

۲۔ جامیؒ (م ۸۹۸ ھ.ق.) نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب (دفتر اوّل، ص ۱۳۱) میں اس رباعی کی شرح کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ رباعی خواجگان ماوراء النہر کے خاندانوں کے ایک سلسلہ کی طرف منسوب ہے لیکن رشحات ص ۲۴ پر لکھا ہے کہ یہ رباعی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ کی جانب منسوب ہے۔ اور تفسیر حرچخی، ص ۲۱ و ۳۴۹۔

ساعۃ"[1] یعنی آؤ تا کہ ہم بیٹھیں اور ایک گھڑی ایمان حقیقی، جو نفی ماسویٰ ہے، سے مشرّف ہوں۔ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت کے بڑے فائدے ہیں:

نار خنداں باغ را خنداں کند

صحبت مرد انت از مرداں کند[2]

جب (ذاکر) وقوف قلبی میں مشغول رہے تو ذکر میں جو خلاصہ ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے، بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ دل کی بارگاہ غیروں کے کانٹوں سے خالی ہو جاتی ہے۔ ذاکر بحرِ فنا میں محو ہو جاتا ہے، "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ"[3] کے مطلب کی بنا پر مذکورہ شرف سے مشرّف ہو جاتا ہے اور "لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن"[4] کے حکم سے سلطان الا اللہ کے جمال کی تجلی پاتا ہے۔ ذاکر سالم اسم سے مسمّٰی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اسم سے بطریقِ رسم مشغول ہونا غفلت کا مقام ہے۔ ایک دن ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ کی صحبت میں اصحاب سلوک میں سے ایک نے بلند آواز میں "اللہ" کہا۔ خواجہؒ نے فرمایا: "یہ کیسی غفلت ہے؟ علم من فہم وفہم من علم"[5]

۱۔ "اجلس بنا فنؤمن ساعۃ" صحیح بخاری، ج ۱، ص ۰۶ اور "تعال نومن بربنا ساعۃ": مسند احمد بن حنبلؒ، ج ۳، ص ۲۶۵۔ ۲۔ ابر گریاں باغ را خنداں کند، تفسیر حرچی، ص ۱۶۹ و ۲۱۰۔

۳۔ سورۂ البقرہ، پارہ ۲، آیت ۱۵۲ (ترجمہ: سو تم یاد رکھو مجھ کو، میں یاد رکھوں تم کو)۔

۴۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۹، ص ۳۹۴ (ترجمہ: میری زمین اور میرے آسمان میں میری گنجائش نہیں لیکن میرے ایمان دار بندے کے دل میں میری گنجائش ہے)۔

۵۔ ترجمہ: "علم فہم سے ہوتا ہے اور فہم علم سے"۔

حقایق التفسیر میں آیا ہے کہ کبرا میں سے ایک کو پوچھا گیا کہ کیا بہشت میں ذکر ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ غفلت نہ رہے. چونکہ بہشت میں میں غفلت نہیں ہوگی لہٰذا تمام ذکر ہوگا. اس کے بعد کہا کہ اہلِ تحقیق کا قول ہے:

کفانی حوباً ان اناجیک ذاہباً   کانی بعیدا وکانک غایب

یعنی گناہ ہے کہ میں ذکر اور مناجات کے وقت تجھے زبان پر لاؤں یعنی بحضور، کیونکہ میں تیری ذات کے علم سے دور نہیں ہوں اور تو غائب نہیں ہے یہ اس آیت "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ"[1] کی طرف اشارہ ہے.

وقوفِ عددی اور وقوفِ قلبی میں جان بُوجھ کر آنکھیں اُوپر نہ اٹھائے اور سر اور گردن کو نیچے نہ کرے کہ اس سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے اور ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے. امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنا سر اور گردن نیچے جُھکا رکھی تھی حضرت عمرؓ نے اسے فرمایا: "یا رجل ادفع عنقک" یعنی اے مرد اپنی گردن اوپر اُٹھاؤ. ذکر میں اس طرح رہنا چاہیئے کہ اہلِ مجلس میں سے کوئی آدمی (ذاکر) کے حال کو نہ پائے. کبرا میں سے بعض نے کہا ہے کہ "الصوفی ھو الکاین البائن"[2] یعنی صوفی وہ آدمی ہے جو پنہاں اور ظاہر ہو یعنی باطن میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ اور ظاہر میں لوگوں سے مشغول

---

۱. ترجمہ: "اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ." (سورۃ ق، پارہ ۲۶، آیت ۱۶).

۲ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۹۲ پر یوں آیا ہے: "الصوفی کائنٌ و بائنٌ یعنی کائنٌ فی الخلق بحسب الظاھر و بائنٌ عن الخلق بحسب الباطن (مفہوم: صوفی ظاہراً مخلوق میں موجود رہتا ہے اور باطن یعنی قلبی طور پر مخلوق سے دُور رہتا ہے).

رہے اور ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر کہا کرتے تھے:

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان[1]

اور:

مردان رہش بہمت و دیدہ روند
زاں در رہ عشق ہیچ اثر پیدا نیست

اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مدت دو دقیق النظر دانشمندوں کی صحبت میں رہا۔ انہوں نے باوجود کمال محبت مجھے نہ پہچانا، کیونکہ جب بندہ مقام بے صفتی پر پہنچتا ہے تو اس کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے خاص طور پر اہل رسم کے لئے اور ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہوتی ہے (وقوف قلبی میں مشغول رہنے والا) ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ (اسکا) دل بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ کبرا کا قول ہے کہ: "اذا علم القلب انہ ذاکر فاعلم انہ غافل"[2]۔ حقایق التفسیر میں اس آیت: "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً"[3] کے بارے میں آیا ہے کہ: "قال الحسن لا یظہر ذکرک لنفسک فتطلب بہ عوضا و اشرف الذکر ما لا یشرف علیہ الا الحق"[4]۔ بعض کبرا نے کہا ہے کہ: ذکر اللسان ہذیان و

۱۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۹۲ و قدسیہ، ص ۹۰۔ ۲۔ ترجمہ: "جب تو جانے دل ذکر کرنیوالا نہیں ہے تو وہ غافل ہے۔" ۳۔ ترجمہ: "اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا۔" (سورۂ الاعراف، پارہ ۹، آیت ۲۰۵)۔ ۴۔ ترجمہ: "حسن نے کہا کہ جب نہ ظاہر ہو تیرا ذکر تیرے نفس کو، طلب کرے اس پر بدلہ اور بہتر ذکر وہ ہے جو نہ طلب کیا جائے اس پر بدلہ مگر صرف اللہ کے لئے۔"

ذکر القلب وسوسہ[1]"، اور یہ منتہیان (انتہا کو پہنچے ہوئے) کے لئے ہے:

دلرا گفتم بیاد او شاد کنم
چو من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں کعبہ کے مبارک سفر سے واپس ہوا تو طوس کے ملک میں پہنچا۔ خواجہ علاء الدین عطار اپنے اصحاب اور احباب کے ہمراہ بخارا سے میرے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہرات کے والی ملک معز الدین حسین کی جانب سے ایک قاصد کے ذریعے ہمیں ایک مکتوب ملا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کے شرف سے مشرف ہوں اور ہمارا آنا مشکل ہے۔ اگر عنان کرم ہماری طرف متوجہ فرمائیں تو سراسر بندہ نوازی ہوگی۔ "وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ[2]" کے باعث اور "یا داؤد اذا رآیت لی طالبا فکن لہ خادما[3]" کے مطلب کی بنا پر ہم ہرات کی طرف چل پڑے۔ جب ہم ملک معز الدین کے پاس پہنچے تو اس نے (ہم سے) پوچھا کہ بزرگی (ولایت) آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں، اس نے پوچھا کہ کیا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکرِ جہر کرتے ہیں اور خلوت میں بیٹھتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ ملک معز الدین بولا: درویش تو یہ کام کرتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ آپ ایسا نہیں کرتے؟ میں نے کہا: حق سبحانہ وتعالیٰ کا جذبہ مجھے ملا اور اس نے اپنے فضل سے مجھے کسی مجاہدہ کے بغیر قبول کیا (اس کے بعد) میں خدا تعالیٰ کے اشارے

۱۔ ترجمہ: "زبان کا ذکر ہذیان اور دل کا ذکر وسوسہ ہے"۔

۲۔ ترجمہ: "اور جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑک"۔ (سورۃ الضحیٰ، پارہ ۳۰، آیت ۱۰)۔

۳۔ ترجمہ: "اے داؤد جب تو دیکھے مجھے طلب کرنے والا، پس ہو جا اس کے لئے خادم"۔

سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا سے منسلک ہوا اور انہیں ایسی چیزوں سے بالکل شغف نہ تھا۔ ملک معزالدین نے کہا: ان کا کیا معمول تھا؟ میں نے کہا: "وہ ظاہر میں لوگوں سے میل جول رکھتے تھے اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتے تھے۔" ملک معزالدین بولا: ایسا ممکن ہے؟ میں نے کہا: "ہاں" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"[1]۔

ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "خلوت شہرت ہے اور شہرت آفت ہے"۔ اور ہمارے خواجگان قدس سرہم کا قول ہے: "خلوت در انجمن، سفر در وطن، ہوش در دم، نظر در قدم"۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکرِ جہر اور سماع سے جو حضوری اور ذوق حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ وقوفِ قلبی میں ہمیشہ مشغول رہنے سے جذبہ حاصل ہوتا ہے اور جذبہ سے مقصود مل جاتا ہے۔ مصرع:

گرمی مجوئی اِلّا از آتش درونی

وہو الموفق۔

فصل نفلی نمازوں کا بیان

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا تھا کہ صبح سے پہلے سبق باطن میں مشغول رہو اور یہ نمازِ تہجد کی طرف اشارہ تھا۔ کبرا میں سے بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں صبح سے بیدار رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ شروع میں تہجد کی نماز آپ پر فرض تھی اور بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری عمر میں نمازِ تہجد

۱۔ ترجمہ: "وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے"۔ (سورۃ النور، پارہ ۱۸، آیت ۳۷)۔

فرض نہ رہی تھی اور آپ اسے نفل کر کے پڑھتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آخری عمر میں بھی آپؐ پر فرض تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا[1]" یعنی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کچھ رات جاگتے رہو نماز میں قرآن پڑھنے سے جو آپ پر فرض ہے یا آپ کیلئے نفل ہے۔ شاید تمہارا پروردگار تمہیں مقامِ محمود میں کھڑا کرے، جو تجلی ذاتی ہے یا اوّلین اور آخرین کی شفاعت کا مقام ہے۔ پس مقامِ محمود کا وعدہ معبود نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم سے رات کو جاگنے اور سجود کرنے کی بنا پر کیا اور دوسری آیت میں فرمایا کہ: "يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ[2]" یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے رب قدیم کی عبادت کے لئے رات کو کھڑا رہ۔ رات کو جاگنے والوں کی صفت قرآن میں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ" یعنی یقیناً تمام پرہیزگار اس جہان میں ہوں گے کہ وہاں باغات اور چشمے جاری ہیں۔ 'آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ' اس چیز کو پانے والے ہوں گے جو اُن کو اُن کا پروردگار دے گا۔ 'إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ' یقیناً یہ (لوگ) دنیا میں خدا ترس اور نیکی کرنے والے تھے، اور بیان کیا (اللہ تعالیٰ نے) یہ کہ: 'كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ' یہ (لوگ ایسے تھے کہ) کہ رات کا تھوڑا حصہ سوتے اور زیادہ وقت بیدار رہتے تھے۔ 'وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ[3]' اور سحر کے وقت گناہوں کی بخشش طلب کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سحر کے وقت زیادہ پڑھنا چاہیئے:

۱۔ سورۂ بنی اسرائیل (الاسراء)، پارہ ۱۵، آیت ۷۹۔

۲۔ سورۂ مزمّل، پارہ ۲۹، آیت ۱ و ۲۔

۳۔ سورۂ الذّٰریٰت، پارہ ۲۶، آیت ۱۵ تا ۱۸۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا[1] وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ[2][3] ۝ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت میں فرمایا ہے: "تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یعنی خدا ترس مومنوں کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں یعنی رات کو بیدار رہتے ہیں. یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو، خَوْفًا وَّ طَمَعًا اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی اُمّید رکھتے ہوئے، وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے انہیں دی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ پس لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا، مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ان چیزوں کو جو چھپا دھری ہیں ان کے لئے، جو آنکھ کی روشنی میں سے ہیں، یعنی اچھی لگتی ہیں. جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝[4] اور یہ ان کے اعمال کی جزا کے درجے اور نعمتیں ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا: "علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم و ھو قربۃ لکم الیٰ ربکم و مکفرۃٌ للسّیاٰت و منھاۃٌ عن الاثم"[5] یعنی تم پر لازم ہے کہ رات کو بیدار رہو (یعنی عبادت کرو) اس لئے کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے. یعنی انبیاء و رسل اور اولیاء رات کو بیدار رہتے تھے. لہٰذا تم بھی شب بیداری اختیار کرو. اور یہ اللہ کی قربت اور رحمت (کا ذریعہ) ہے اور گناہوں کے کفارہ کا سبب

۱۔ یہاں تک سورۂ البقرہ، پارہ ۳، آیت ۲۸۶.

۲۔ یہاں سے لے کر آخر تک سورۂ البقرہ، پارہ ۱، آیت ۱۲۸.

۳۔ ترجمہ: "اے اللہ ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحم کیجئے، اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے اور فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی فرمانے والے."

۴۔ سورۂ السجدہ، پارہ ۲۱، آیت ۱۶ و ۱۷.

۵۔ (رواہ الترمذی) بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۹.

اور گناہوں سے روکنے والی (عبادت) ہے. ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر فان استطعت ان تکون ممن یذکر اللہ فی تلک الساعۃ فکن"[1] یعنی لوگوں کا رحمتِ خدا کے نزدیک ہونے کا وقت نصف شب (یعنی رات کے آخری حصّے کے درمیان) ہوتا ہے جو صبح کے قریب ہے. اگر تو ان لوگوں میں شامل ہونا چاہتا ہے جو حضرت خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اس وقت ان میں شامل ہو جا.

رات کو بیدار رہنے والوں کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں. ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کے آداب کو بیان کرتے ہیں. روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو پہلے مسواک کرتے پھر وضو بناتے اور اس کے بعد اس آیت: "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ہ"[2] سے لیکر سورۂ الم اللہ" (یعنی سورۂ آلِ عمران) کے آخر تک پڑھتے[3] اس کے بعد یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اَللّٰهُمَّ لَكَ

۱۔ (رواہ الترمذی) بحوالہ مشکوۃ المصابیح، ص ۱۰۹.

۲۔ ترجمہ: "بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات کے اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے" (سورۂ آلِ عمران، پارہ ۴، آیت ۱۹۰).

۳۔ یعنی آیت ۱۹۰ سے ۲۰۰ تک.

اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ[1]۔"

پھر بارہ رکعت نماز چھ سلاموں کے ذریعے پڑھے۔ اور اگر "سورۂ یٰسٓ[2]" یاد ہو تو اُسے نمازِ تہجّد میں پڑھے۔ حضرت خواجہ عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب تین دل جمع ہو جائیں تو مؤمن آدمی اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔ (یعنی) رات کا دل، قرآن کا دل اور مومن کا دل۔ اگر وقت کم ہو تو آٹھ رکعت یا چار رکعت یا دو رکعت نمازِ (تہجد) پڑھے اور (اس) نماز کے بعد دعا مانگے۔ پھر سبقِ باطن میں مشغول ہو جائے یہاں

۱۔ ترجمہ: "اے اللہ تیرے ہی لئے سب تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، اور (اے اللہ) تیرے لئے سب تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جتنی چیزیں ان میں ہیں سب کا روشن کرنیوالا ہے، اور تیرے لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا مالک ہے، اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں، تو سچّا ہے، تیرا وعدہ سچّا ہے، تجھ سے ملنا برحق ہے، تیرا فرمان حق ہے، جنّت حق، دوزخ حق ہے اور انبیاء کرام سچے ہیں، اور محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم برحق نبی ہیں، اور قیامت برحق ہے، اے اللہ میں نے تیرے آگے گردن جھکا دی اور تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور تجھی پر بھروسہ کیا ہے، اور تیری طرف رجوع کیا ہے، اور تیرے ہی بل پر جھگڑا کرتا ہوں، اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں۔ پس تو مجھے (یعنی میری اُمّت کو) بخش دے جو کچھ پہلے کیا اور جو بعد میں کیا، جو کچھ پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا اور اس کو بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی سب سے آگے بڑھانے والا، اور تو ہی سب سے پیچھے ہٹانے والا ہے، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۷-۱۰۸۔

۲۔ پارہ ۲۲ و ۲۳، سورۃ ۳۶۔

تک کہ صبح ہو جائے. نمازِ فجر کی سُنّتیں گھر پر پڑھے، پہلی رکعت میں "سورۂ فاتحہ"[1] کے بعد "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ہ"[2] اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ہ"[3] پڑھے. اس کے بعد ستّر بار "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" پڑھے. اگر رات سحر کے نزدیک ہو تو نمازِ تہجّد اور سبق باطن میں مشغول رہنے کے بعد تھوڑی دیر دائیں پہلو پر قبلہ رُو ہو کر لیٹ جائے. اس کے بعد صبح کی نمازِ سُنّت اور فرض کے لئے نیا وضو کرے اور مسجد کے راستے میں پڑھے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ قَوْلًا وَّ فِعْلًا وَّ خَاطِرًا وَّ نَاظِرًا"[4].

جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے (اندر) رکھے اور پڑھے: "اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"[5]: اور اپنے سلام کا جواب (یہ) کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہ"[6] جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور سبق باطن میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سورج نکل آئے. اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

۱۔ پارہ ۱، سورۂ (آغاز قرآن).

۲۔ سورہ اَلْکٰفِرُوْن، پارہ ۳۰.

۳۔ سورۂ اخلاص، پارہ ۳۰.

۴۔ ترجمہ: "میں خدا سے کہنے، کرنے، سوچنے اور دیکھنے کے تمام مکروہات سے بخشش طلب کرتا ہوں".

۵۔ (مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھی جانے والی دعا)، سنن ابن ماجہ ص ۵۶ (ترجمہ: اللہ کے گھر میں رہنے والوں پر (یعنی اہلِ مسجد پر) سلامتی ہو، اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے).

۶۔ ترجمہ: "سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر".

"من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ تعالیٰ حتیٰ تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تامۃ تامۃ"[1] یعنی جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کرکے بیٹھ جائے اور یادِ خدا میں مصروف رہے، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کا ثواب حج اور عمرے کے مانند ہے. راوی کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا (تاکیداً) پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا ثواب. (اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عن اللہ تبارک وتعالیٰ، یا ابن آدم ارکع لی اربع رکعات من اول النہار، اکفک اخرہ"[2] یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اے اولادِ آدم میرے لئے دن کے اول حصہ میں چار رکعتیں ادا کرلے، تیرے لئے دن کے آخری حصہ تک کافی ہو جائیں گی. اور: "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، من قعد فی مصلاہ حین ینصرف من صلاۃ الصبح حتی یسبح یصلی رکعتی الضحیٰ لا یقول الا خیراً غفر لہ خطایاہ وان کانت اکثر من زبد البحر"[3] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلی پر ہی بیٹھ جائے حتیٰ دو رکعت نمازِ اشراق ادا کرے، اس دوران خیر (یعنی اچھی بات) کے سوا کچھ نہ کہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں — مفسرین میں سے بعض نے اس آیت: "وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی"[4] یعنی ابراہیم پیغمبر علیہ السلام نے وفا کی، کی تفسیر میں کہا ہے (کہ اس

۱۔ (رواہ الترمذی): مشکوٰۃ المصابیح، ص ۸۹.

۲۔ (رواہ ابو داؤد): مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶.

۳۔ (رواہ ابو داؤد) سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۱۸۲ و مشکوٰۃ ص ۱۱۶.

۴۔ ترجمہ: "اور نیز ابراہیمؑ کے (صحیفوں میں) جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی". (سورۃ النجم، پارہ ۲۷، آیت ۳۷.

سے مراد یہ ہے) کہ انہوں نے نمازِ اشراق کو ترک نہ کیا۔

جب دو رکعت نماز ادا کر چکے تو دس مرتبہ پڑھے: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"[1] اس ذکر کی تلقین فقیر کو حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کی جب میں ان کے مزار کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ اس کے بعد دعا مانگے اور حق تعالیٰ سے نیکی کی توفیق مانگے۔

جب مسجد سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ"[2] اور گھر پہنچنے تک اسے پڑھتا جائے۔ اس کے بعد اگر قرآن پڑھتا ہو تو مصحف کو اپنے سامنے رکھنے اور جتنا ہو سکے تلاوت کرے۔ پھر اگر طالب علم ہو تو اپنے سبق میں مشغول ہو جائے، اگر کاسب ہو تو اپنے کام میں مشغول ہو جائے اور اگر سالک ہو تو ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو جائے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

جب زمین گرم ہو جائے تو نمازِ چاشت پڑھے۔ نمازِ چاشت بارہ رکعت آئی ہے: "قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم، من صلی الضحی اثنی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ لہ قصرا من ذھب فی الجنّۃ۔"[3] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعتیں نمازِ چاشت پڑھے، حق تعالیٰ بہشت میں اس کے لئے سونے کا محل تعمیر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (نمازِ چاشت) آٹھ (رکعتیں) بھی آئی ہیں، چار رکعتیں اور دو رکعتیں بھی آئی ہیں۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت

۱۔ ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۱۰)۔

۲۔ ترجمہ: "اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔" (سنن ابن ماجہ، ص ۵۶)۔

۳۔ (رواہ ابن ماجہ)۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶۔

کہ: "اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا"[1] یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے اوّابین کو، یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں سے توبہ کر لی ہے، اچھی طرح بخش دیا ہے، کے بارے میں کہا ہے کہ اوّابینؔ سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازِ چاشت ادا کریں۔ حدیث میں ہے کہ: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الاوابین حین ترمض الفصال"[2] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوابین (اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والوں) کی نماز (یعنی نمازِ چاشت اسوقت تک پڑھی جاسکتی ہے) اس وقت ہے جب سنگریزہ سورج کی گرمی سے گرم ہو جائے اور اونٹ کے بچے کے پاؤں زمین پر لگیں تو گرمی سے جلنے لگیں (یعنی ڈیڑھ پہر تک اس کا وقت ہے کیونکہ (عرب کی ریت) جلد گرم ہو جاتی ہے)۔

مفسّرین میں سے بعض نے کہا ہے کہ چھ رکعت نماز اوّابین کا وقت مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان ہے۔ لہٰذا اگر ممکن ہو تو مغرب کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز تک مسجد میں بیٹھا رہے اور سبق باطن میں مشغول رہے کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو اسی طرح فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

فصل خواجہ نقشبندؒ اور خواجہ علاء الدین عطارؒ کے فوائد

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ (نقشبندؒ) اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں وہ بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت

۱۔ ترجمہ: "اگر تم سعادت مند ہو تو وہ (یعنی اللہ) توبہ قبول کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے"۔
سورۂ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، آیت ۲۵۔

۲۔ (رواہ مسلم) مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶۔

خواجہؒ نے فرمایا ہے کہ میرے امیر نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ جب تک رزق حلال نہ ہو، مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا ہے کہ ہم دریا ہو چکے ہیں لہٰذا ہمارے لئے یہ نقصان دہ نہیں ہے، انہوں نے جھوٹ کہا ہے بلکہ وہ نجاست کا دریا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کیا اور غصب کی ہوئی بھیڑ کا بھنا ہوا گوشت نہ کھایا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے: "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ"[1]۔ یعنی اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ یعنی اس طریقے سے جس کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نماز اور روزے میں اس طرح زیادتی کا اہتمام نہیں کیا جس طرح کہ رزقِ حلال میں کیا ہے۔ ہمارے خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: "العبادۃ عشرۃ اجزء تسعۃ منھا طلب الحلال"[2]۔ یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو رزقِ حلال طلب کرنا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے: درویش کو عالی ہمت ہونا چاہیئے، اسے ماسوائے خدا تعالےٰ سے محبت نہیں رکھنی چاہیئے اور واقعات سے مغرور نہ ہو کیونکہ یہ قبولیت اطاعت کی دلیل نہیں ہے:

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم[3]

1۔ سورۂ النساء، پارہ ۵، آیت ۲۹۔

2۔ قدسیہ، ص ۹۳ پر یہ حدیث یوں درج ہے: "العبادۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ منھا طلب الحلال وجز واحد سایر العبادات"۔

3۔ نائبہ، ص ۱۰۷۔

اور اسے قبض اور بسط کا مظہر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے. تاکہ اسے "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ہ"[1] کا راز معلوم ہو جائے اور (وہ) "القبض والبسط فی الولی کالوحی للنبی"[2] کے نکتہ کو پالے. اور ہمارے خواجہؒ فرمایا کرتے تھے: ہم نے جو کچھ پایا وہ ہمت کی بلندی سے پایا. جس وقت انہوں نے اس فقیر کو اپنی کلاہِ مبارک دی تو اس وقت فرمایا کہ اسے محفوظ رکھو اور جس جگہ اسے دیکھو ہمیں یاد کرنا اور جب ہمیں یاد کرو گے، ہمیں پاؤ گے اور اسکی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی.

ایک دن خواجہ علاءالدین عطارؒ باہر آئے، میں غمگین تھا. انہوں نے فرمایا کہ افسردہ کیوں ہو؟ میں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے! انہوں نے فرمایا اس بات کا کیا مطلب ہے کہ:

ماذات نہادہ در صفاتیم ہمہ
موصوف صفت سخرہٗ ذاتیم ہمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ
چون رفت صفت عین حیاتیم ہمہ[3]

یہ حکیم غزنوی سنائیؒ کا قول ہے ہر کسی نے اسکے معنی بیان کئے ہیں. آخر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو. میں نے کہا کہ یہ تجلی ذات کی طرف اشارہ ہے جیسے (آیت) "وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ"[4] بیان کرتی ہے. اس کے بعد

۱۔ ترجمہ: "اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا." (سورۃ الذٰریٰت، پارہ ۲۶، آیت ۲۱).

۲۔ ترجمہ: "قبض اور بسط ولی میں اس طرح ہے، جیسے نبی میں وحی".

۳۔ نائیہ، ص ۱۱۱. مطبوعہ ۱۳۳۶، ص ۳.

۴۔ ترجمہ: "اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں." (سورۃ الحجر، پارہ ۱۴، آیت ۲۹).

انہوں نے فرمایا؛ پھر غم کس کا ہے، مصرع:

جانا تو کجا و ما کجائیم

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو فرمایا جہاں تک ہو سکے اس حدیث پر عمل کرو: "صل من قطعك واعط من حرمك واعف عمن ظلمك[1]"، کیونکہ اس میں بڑی سعادت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھ سے قطع تعلقی کرے تو اسکے ساتھ صلہ رحمی کر اور جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور ظلم کرنے والے سے درگزر کر۔ یہ سب خواہشات نفس کے خلاف ہے اور اس حدیث میں بڑے فائدے ہیں (حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے حدیث میں ہے کہ: "الفقراء الصُّبَّرُ هُم جلساء اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ ای المقربون غایۃ القرب" یعنی صبر کرنے والے فقیر قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہمنشین ہیں اس کی رحمت کے انتہائی قریب ہیں۔

(حضرت خواجہؒ) نے فرمایا ہے کہ فقر دو قسم کا ہے: اختیاری اور اضطراری، اور اضطراری افضل ہے کیونکہ اختیاری بندے کی نسبت حق ہے (حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری اور باطنی فقر کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام قرآن مجید نفی وجود کی طرف اشارہ ہے اور متابعتِ سُنّت کی حقیقت مخالفتِ طبیعت ہے۔ جب تک بندہ مقامِ فنا کو نہ پہنچے، طبیعت سے چھٹکارا مشکل ہے۔ اور اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے:

ازان مادر کہ من زادم دگر بارہ شدم جفتش
ازانم گبر میخوانند کہ با مادر زنا کردم

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبلؒ، جلد ۴، ص ۱۵۸، تفسیر چرخی، ص ۴۵۔

اس ماں سے مراد طبیعت ہے۔ بندہ اپنے اختیار کے ترک کر دینے اور جزئیات و کلیات کو خدا کے سپرد کرنے سے مقام "بی ینطق و بی یبصر"[1] کو پالیتا ہے۔ اس قول سے مراد کہ: "حسنات الابرار سیئات المقربین"[2] دید طاعت ہے جو ابرار کے نزدیک نیکی اور مقربین کے نزدیک گناہ ہے۔ نظم:

مذہب زاہد غرور اندر غرور

مذہب عارف خراب اندر خراب

اور فرمایا کرتے تھے کہ راہ چلنے والے دو قسم کے ہیں، بعض ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں اور ان کے نتائج کو طلب کرتے ہیں انہیں یہ نتائج ملتے ہیں اور وہ مقصد کو پالیتے ہیں، بعض فضلی ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتے اور اطاعت و مجاہدات کی توفیق کو بھی اس کے فضل سے دیکھتے ہیں۔ وہ عمل کو ملاحظہ نہیں کرتے اور اس کے باوجود اسے ترک بھی نہیں کرتے۔ یہ گروہ بہت جلد مقصود کو پہنچتا ہے: "الحقیقۃ ترک ملاحظۃ العمل لا ترک العمل"[3] پیر ہروی[4] فرماتے ہیں کہ عمل کو مت

۱۔ مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ، ص ۹۳ پر یہ الفاظ آئے ہیں: بی یبصر و بی یسمع و بی یبطش و بی یمشی و بی یعقل"۔ اور "قدسیہ" ص ۱۸۰ پر یوں درج ہے: "بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق و بی یبطش و بی یمشی و بی یعقل" دراصل یہ اس حدیث کا مفہوم ہے "ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احببتہ فکنت سمعہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش و رجلہ التی یمشی بہا۔" (مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ)۔

۲۔ ترجمہ: "نیکوں کی نیکیاں مقربین کا گناہ ہے۔" ماہنامہ "فاران" کراچی، فروری ۱۹۷۸ء، مضمون "نامعتبر روایات" از مولانا عبدالقدوس ہاشمی، ص ۱۷ میں یہ کلمات درج کرنے کے بعد تحریر ہے: "یہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ ابوسعید الخراز المتوفی ۲۸۰ھ کا قول ہے اور وہ بھی ابن عساکر نے ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔" ۳۔ ترجمہ: حقیقت ملاحظۂ عمل کا ترک کرنا ہے، عمل کا ترک کرنا نہیں۔" منقول از امام قشیری، تفسیر حرچی، ص ۹۸۔ ۴۔ خواجہ عبداللہ انصاری تفسیر حرچی، ص ۹۸۔

چھوڑ بلکہ اس کو گرا نہا کر اور ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ہم فضل ہیں ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے کونے طلب میں قدم رکھا. حق تعالیٰ نے کا فضل مجھ پر ہوا یعنی مقام قطب مجھے نصیب ہوا. فرمایا کرتے تھے کہ میں بیس سال سے بفضلِ الٰہی مقام بی صفتی سے مشرف ہوا ہوں. جس طرح کہ اس شعر میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے:

ما ذات نہادہ در صفاتیم ہمہ
موصوف صفت سخرۂ ذاتیم ہمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ
چون رفت صفت عین حیاتیم ہمہ[1]

میں نے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے حضرت خواجہ نقشبندؒ نے کہا ہے کہ اس مجذوب سے مراد، جس کا ذکر حضرت خواجہ محمد علی حکیم ترمذیؒ نے اپنی بعض تصانیف میں کیا کہ بخارا میں ایک مجذوب پیدا ہوگا جسے ولایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار دانگ نصیب ہوگی، وہ میں ہوں اور کہا کرتے تھے کہ میں دو مرتبہ حجاز تک گیا، ایسا آدمی نہیں پایا، جس میں میری قابلیت ہو. اور فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں جو ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے کہ: رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰیؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ[2]" اس اطمینانِ قلب سے مراد یہ تھی کہ

۱۔ نائیہ، ص ۱۱۱.

۲۔ ترجمہ: (جب ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ) اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مُردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے. ارشاد فرمایا کیا تم یقین نہیں لائے. انہوں نے عرض کیا. یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو یقین ہو جاوے." (سورۃ البقرۃ پارہ ۳، آیت ۲۶۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام صفات احیائی کے مظہر ہو جائیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیات "اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا[1]" اور "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[2]" اس آیت: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ[3]" کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ ان آیات میں اولیاء سے خوف و حزن کا دور کرنا وعدۂ الوہیت اور حق کی صفت جمالی کی وجہ سے اور اس آیت میں بشریت اور جلال حق کی وجہ سے ہے۔ اور آیت: "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ[4]" میں طاغوت سے مراد ماسوائے حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا روزہ ماسوا کی نفی ہے اور ہماری نماز "کانك تراہ[5]" (ترجمہ: جیسا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے)۔ ہے۔ یہ شعر اس فقیر کو ان سے پہنچا ہے:

۱۔ ترجمہ: "تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو"۔ (سورۂ حمٓ السجدہ، پارہ ۲۴، آیت ۳۰۔

۲۔ ترجمہ: "یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں"۔ (سورۂ یونس، پارہ ۱۱، آیت ۶۲)۔

۳۔ ترجمہ: "بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں"۔ (سورۂ انفال، پارہ ۹، آیت ۲)۔

۴۔ ترجمہ: "سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو یعنی اسلام قبول کرے"۔ (سورۂ البقرہ، پارہ ۳، آیت ۲۵۶)۔

۵۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کے صفحہ ۹۶ پر یہ حدیث اس طرح آئی ہے: "ان تعبد اللہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ، یراك" (یعنی: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ بس اگر ایسا نہ ہو سکے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے)۔

تا روئے ترا بدیدم اے شمع طراز
نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
چون باتو بوم مجاز من جملہ نماز

اس کا مطلب یہ ہے کہ حصول شہود اور مقصد کو پانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جو اطاعت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لائق ہے وہ بجا نہیں لائی جاسکتی جیسا کہ: "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔"[1] "ای ما عظموا اللّٰہ حق تعظیمہ"[2] سے ظاہر ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تو بے عیب یار چاہتا ہے تو بے یار رہ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف کن کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

اور فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص کی حقیقت فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے، میسر نہیں ہوتی اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ساقی قدحی کہ نیم مستیم مخمور صبوحی الستیم
مارا تو بما ممان کہ تا ما باخویش تنیم بت پرستیم

لک الحمد یاذا الجلال والاکرام علیٰ توفیق للاتمام وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ واصحابہ الکرام۔ وکان زمان اتمامہ وقت الظہر یوم الاثنین عاشر شہر رمضان المبارک سنۃ تسع وتسعمایۃ (۹۰۹) وانا العبد جلال غفرلہ

۱۔ ترجمہ: "اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی"۔ (سورۂ الانعام، پارہ ۷، آیت ۹۱)۔

۲۔ یعنی نہ تعظیم کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ایسے، جیسے اسکی تعظیم کرنے کا حق تھا"۔ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، جلد ۷، ص ۲۱۸)۔

تعلیقات

۱۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت محمد بن محمد البخاری، لقب بہاء الحق والدین، المعروف خواجہ نقشبند۔

ولادت: محرم ۷۱۸ھ، بمقام قصر عارفان (بخارا)۔

وفات: سوموار ۳، ربیع الاول ۷۹۱ھ، مدفون قصر عارفان۔

(ترجمہ اُردو رسالہ ابدالیہ، ص ۳۴)۔

۲۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت عبدالخالق بن خواجہ عبدالجمیل۔

وفات: ۱۲، ربیع الاول ۵۷۵ھ، مدفون غجدوان۔ (خزینۃ الاصفیا، ج اول، ص ۵۳۲)۔

۳۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

نام: حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی، کنیت ابو اسامہ۔

شہادت: ۸ھ۔ (اُردو انسائیکلوپیڈیا، ص ۵۷۷)۔

۴۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت خواجہ علاؤالدین محمد عطار بن محمد البخاری۔

وفات: ۲۔ رجب ۸۰۲ھ، مدفون چغانیاں۔ (ترجمۂ اُردو رسالۂ ابدالیہ، ص ۳۵)۔

۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ۔

ولادت: بمقام سماس۔

وفات: ۱۰۔ جمادی الثانی ۷۵۵ھ، مدفون سماس۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۵۴۵)۔

۶۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت خواجہ علیؒ، لقب عزیزان علی۔

مولد: رامیتن (بخارا)۔

وفات: ۲۸۔ ذیقعدہ ۷۱۵ھ، مدفون خوارزم۔ (خزینۃ الاصفیا، ج اوّل، ص ۵۴۳)۔

۷۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت خواجہ محمودؒ۔

مولد: انجیر فغنہ (بخارا)۔

وفات: ۱۷۔ ربیع الاوّل ۷۱۷ھ، مدفون وابکنہ۔

(تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۵)۔

۸۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت خواجہ عارفؒ۔

ولادت : بمقام ریوگر (بخارا).

وفات : ۶۱۶ھ ، مدفون ریوگر. (تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۴).

۹۔ حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

نام : حضرت یوسفؒ بن ایوب ہمدانی ، کنیت ابو یعقوب.

ولادت : تقریباً ۴۴۰ھ ، بمقام بوزنجرد.

وفات : سوموار ۲۷۔ رجب ۵۳۵ھ ؛ مدفون مرو. (تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۷۱).

۱۰۔ حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

نام : حضرت فضلؒ بن محمدؒ بن علیؒ ، کنیت ابو علی.

ولادت : ۴۰۷ھ ؛ بمقام فارمد.

وفات : ۴۔ ربیع الاول ، ۴۷۷ھ ، بمقام طوس. (تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ، ص ۶۸).

۱۱۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

نام : حضرت محمدؒ بن محمدؒ بن محمدؒ بن احمد غزالیؒ طوسی ، کنیت ابو حامد ، القاب حجۃ الاسلام ، زین الدین.

ولادت : ۴۵۰ھ ، بمقام غزال (طوس).

وفات : ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ ؛ مدفون طوس.

(تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی ؛ ج ۱ ، ص ۶۶).

۱۲- حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت علیؒ، کنیت ابو القاسم.

وفات: ۴۵۰ھ. (خزینۃ الاصفیا، ج ۲، ص ۷).

۱۳- حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت محمدؒ بن جنید، کنیت ابو قاسم، القاب سید الطایفہ اور طاؤس العلماء.

وفات: ہفتہ، ۱۷- رجب ۲۹۲ھ، مدفون بغداد.

(خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۸۱).

۱۴- حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت علیؒ بن جعفر، کنیت ابو الحسن.

وفات: بروز عاشورا ۴۲۵ھ، مدفون خرقان. (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۸).

۱۵- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت طیفورؒ بن عیسیٰ بسطامی بن آدم بن سروشان، کنیت ابو یزید،

لقب سلطان العارفین.

۱۵- شعبان ۲۶۱ھ، مدفون بسطام. (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۱).

۱۶۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت جعفرؒ بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کنیت ابوعبداللہ اور ابواسماعیل، لقب صادق۔

وفات: ۱۵۔ رجب ۱۴۸ھ، بمقام مدینہ، مدفون جنت البقیع۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۶)۔

۱۷۔ حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ

نام: حضرت محمدؒ بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کنیت ابوجعفر، لقب باقر۔

ولادت: جمعہ صفر، ۵۷ھ، بمقام مدینہ۔

وفات: سوموار ۷۔ ذی الحجہ ۱۱۴ھ، مدفون جنت البقیع۔

(خزینۃ الاصفیا۔ ج ۱، ص ۳۵)۔

۱۸۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ

نام: حضرت علیؓ، کنیت ابومحمدؒ، ابوالحسن اور ابوبکرؒ، القاب سجاد اور زین العابدین۔

ولادت: ۳۶ یا ۳۸ھ، بمقام مدینہ۔

وفات: ۱۸ محرم ۹۴ھ۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۳۰)۔

۱۹۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نام: حضرت حسینؓ بن علی کرم اللہ وجہہ کنیت ابی عبداللہ اور ابوالائمہ، القاب

شہید، سیّد اور سیّد الشہدا۔

ولادت: منگل ۴۔ شعبان ۳ یا ۴ ھ، بمقام مدینہ۔

شہادت: ۱۰۔ محرم ۶۰ ھ۔ مدفون کربلا۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۲۸)۔

۲۰۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نام: حضرت علیؓ، کنیت ابوالحسن اور ابو تراب، القاب مرتضیٰ، اسد اللہ، حیدر، صفدر اور کرار۔

ولادت: واقعہ فیل کے ۳۰ سال بعد بروز جمعہ ۱۳۔ رجب، بمقام مکہ۔

شہادت: ۲۱۔ رمضان المبارک ۴۰ ھ، مدفون نجف۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۱۵)۔

۲۱۔ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ

نام: حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ولادت: بمقام قرید (درمیان مکہ و مدینہ)۔

وفات: ۲۴۔ جمادی الاول ۱۰۶ ھ۔ یا ۱۰۸ ھ، مدفون مشلل۔

(تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۵)۔

۲۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

نام: حضرت سلمانؓ، کنیت ابو عبد اللہ، لقب سلمان الخیر۔

وفات: ۱۰۔ رجب ۳۲ ھ، بمقام مدائن۔

(تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ۔ ص ۴۲)۔

۲۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام: حضرت عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان رضؓ، کنیت ابوبکر، القاب صدیق اور عتیق۔

ولادت: واقعۂ فیل کے اڑھائی سال بعد، بمقام مکہ۔

وفات: منگل ۲۲۔ جمادی الثانی ۱۳ھ، مدفون مسجد نبوی۔

(اردو انسائیکلوپیڈیا، ص ۵۳)۔

۲۴۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت عمر بن شیخ محمد قریشی سہروردیؒ، کنیت ابوحفص، لقب شہاب الدین۔

ولادت: ۵۴۰ھ۔

وفات: ۶۳۲ھ، مدفون بغداد۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۲، ص ۱۳)۔

۲۵۔ حضرت شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت محمدؒ بن علی بن محمد عربی، لقب محی الدین۔

ولادت: اتوار ۱۷۔ رمضان ۵۶۰ھ۔ بمقام مرسیہ۔

وفات: شب جمعہ ۲۲۔ ربیع الثانی ۶۳۸ھ، مدفون جبل ماسون مشہور بہ صالحیہ (دمشق)۔ (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۱۱۲)۔

۲۶۔ حضرت خواجہ حکیم محمد علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت علی بن محمد فتحی غزنویؒ۔

انہیں ترمذی بھی خیال کیا گیا ہے۔ اور وہ چھٹی صدی ہجری کے دانشوروں اور شاعروں میں سے ہوئے ہیں۔ (تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی، ج ۲، ص ۷۲۶)۔

۲۷۔ حضرت مولانا جلال الدّین رومی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت مولانا جلال الدّین محمّد بن بہاء الدّین محمّدؒ المعروف بہاء ولد بن حسین الخطیبیؒ۔

ولادت: ۶۔ ربیع الاوّل ۶۰۴ھ، بمقام بلخ۔

وفات: اتوار ۵۔ جمادی الثانی ۶۷۲ھ، مدفون قونیہ۔

(ترجمہ اُردو رسالہ ابدالیہ، ص ۲۳)۔

۲۸۔ حضرت نجم الدّین عمر رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت عمر بن محمّد بن احمد بن اسماعیل بن محمّد بن علی بن لقمانؒ، کنیت ابوحفص، لقب نجم الدّین۔

ولادت: ۴۶۱ھ، بمقام نسف۔

وفات: ۱۲۔ جمادی الاوّل ۵۳۷ھ، مدفون سمرقند۔

(فہرست نسخہ ہای خطی فارسی، ج ۱، ص ۱۹)۔

۲۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

نام: حضرت عبداللہؓ، کنیت ابوموسیٰ۔

وفات: ۴۲ھ، بمقام مکہ۔ (اُردو انسائیکلوپیڈیا، ص ۵۹)۔

۳۰۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام: حضرت عمر بن الخطابؓ، کنیت ابوحفص، لقب فاروقِ اعظم۔

ولادت: واقعۂ فیل کے ۱۳ سال بعد، بمقام مکہ۔

شہادت: یکم محرم ۲۴ھ، مدفون مسجد نبوی۔ (اُردو انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۰۰۷)۔

۳۱۔ حضرت حکیم غزنوی سنائی رحمۃ اللہ علیہ

نام: حضرت مجدود بن آدم سنائی غزنویؒ، کنیت ابوالمجد، لقب مجدالدین۔

ولادت: ۴۳۷ھ، بمقام غزنی۔

وفات: ۱۱۔ شعبان ۵۲۵ھ، مدفون غزنی۔

(تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبانِ فارسی، ج ۱، ص ۶۷)۔

مآخذ و منابع

مقدمہ اور حواشی میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ ابدالیہ (اردو ترجمہ)، تالیف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق، تعلیق و ترجمہ محمد نذیر رانجھا، انتشارات، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۷۸ء

۲۔ احیاء علوم الدین (جلد اول)، تالیف امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر، ۱۳۵۸ھ۔

۳۔ اردو انسائیکلو پیڈیا، ناشر فیروز سنز، لمیٹڈ لاہور، ۱۹۶۸ء

۴۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی (۲ جلدیں)، نوشتہ سعید نفیسی، انتشارات کتابفروشی فروغی تہران، ۱۳۴۴ش۔

۵۔ (ا) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، تالیف علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مع تکملہ از محمد صادق قصوری، ناشر نوری بک ڈپو لاہور، ۱۹۷۶ء۔

(ب) تفسیر یعقوب چرخیؒ، مطبوعہ مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور، ۱۳۳۱ھ۔

۶۔ جامع ترمذی، تالیف حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ علیمی پریس دہلی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۷۔ خزینۃ الاصفیاء، (۲ جلدیں) تالیف مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر مطبع نولکشور کانپور، ۱۳۳۲ھ۔

۸۔ رشحات عین الحیات، تالیف ملا علی بن الحسین الواعظ الکاشفی، نسخہ خطی شمارہ ۱۲۰۴، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد۔

۹۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (جلد ۷)، تالیف علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ، ناشر دار

احیاء التراث العربی بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).
۱۰۔ سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).
۱۱۔ سنن ابن ماجہ، تالیف امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، شائع کردہ نور محمد تجارت کتب آرام باغ کراچی، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).
۱۲۔ الصحیح البخاری (جلد اول)، تالیف ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ اصح المطابع کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).
۱۳۔ الصحیح المسلم (جلد ۱)، تالیف الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر مکتبۃ السلفیہ، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).
۱۴۔ فاران (ماہنامہ) کراچی، فروری ۱۹۷۸ء.
۱۵۔ فقرات، تالیف خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۵ھ) نسخہ خطی، شمارہ ۶۹۱۲، مخزونہ کتابخانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد.
۱۶۔ فہرست نسخہ ہای خطی فارسی (جلد ۱)، نگارندہ احمد منزوی، انتشارات مؤسسۂ فرہنگی منطقۂ تہران، ۱۳۴۸ ش.
۱۷۔ قدسیہ، رسالہ، تالیف خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ و تحشیہ و تصحیح و تعلیقات ملک محمد اقبال، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۹۵ھ.
۱۸۔ قرآن الحکیم (مترجم اردو) ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور (تاریخ طباعت درج نہیں ہے).

۱۹۔ قرآن مجید مترجم (اُردو)، بترجمہ حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور۔ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ۔
۲۰۔ کلیات شمس یا دیوان کبیر (جلد ۵)، از مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ، با تصحیحات وحواشی بدیع الزمان فروزانفر، انتشارات دانشگاہ تہران، ۱۳۳۹ش۔
۲۱۔ لغات الحدیث، مؤلفہ وحید الزمان، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
۲۲۔ مثنوی ہفت اورنگ، از نور الدین عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، بتصحیح ومقدمہ آقا مرتضیٰ۔ مدرس گیلانی، انتشارات کتابفروشی سعدی تہران، ۱۳۵۱ش۔
۲۳۔ مجموعۂ ستۂ ضروریہ (رسائل حضرات نقشبندیہ)، بتصحیح جناب مولانا اعجاز احمد بدایونی، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۲ھ۔
۲۴۔ المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (جلد ۹)، تألیف علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ المحدث والفقیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ)، ملتان، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)
۲۵۔ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (جلد ۳ و ۴)، شایع کردہ المکتب الاسلامی، بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)
۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، تألیف الشیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
۲۷۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (جلد ۱)، تألیف الحافظ ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۶ھ)، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۹ء۔
۲۸۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، تألیف حضرت شاہ محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر

اکمل المطابع دہلی، ۱۲۷۷ھ۔

۲۹۔ منیۃ المصلی، تألیف شیخ الفقہ علامہ سدید الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مجیدی پریس کانپور، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۳۰۔ نائیہ، رسالہ، تألیف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ و حواشی خلیل اللہ خلیلی، ناشر انجمن تاریخ افغانستان کابل، ۱۳۵۲خ۔

۳۱۔ ہفت اقلیم (جلد ۱)، اثر امین احمد رازی، با تصحیح و تعلیق۔ جواد فاضل، انتشارات کتابفروشی علی اکبر علمی و کتابفروشی ادبیہ، تہران (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔



فہرست مطبوعات

			قیمت
۱	سیرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز	از ابوالبیان محمد داود فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱ روپے
۲	تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی	۳۶ روپے
۳	تجلیات ربانی خلاصہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	مرتبہ مولانا نسیم احمد فریدی	۱۸ روپے
۴	مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	〃 〃 〃	۱۵ روپے
۵	مقامات مظہری	از مولانا شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترتیب ترجمہ از پروفیسر محمد اقبال مجددی	۸۰ روپے
۶	حسنات الحرمین و یواقیت الحرمین	اردو ترجمہ و ترتیب از پروفیسر محمد اقبال مجددی	۳۹ روپے
۷	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے ناقدین	از مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ	۱۸ روپے
۸	علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء	〃 〃 〃 〃	۲۱ روپے
۹	مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان	〃 〃 〃 〃 〃	۱۲ روپے
۱۰	رسالہ انسیہ	از مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ و ترتیب محمد نذیر رانجھا	۱۲ روپے
۱۱	رسالہ اثبات المولد والقیام	از حضرت مولانا شاہ احمد سعید احمدی دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ	۳ روپے
۱۲	سلسلۃ الذہب	از حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی مدظلہ	۴/۵۰ روپے
۱۳	مقامات عثمانیہ	اردو ترجمہ و ترتیب محمد [illegible] سراجی مرشد بابا	۳/۷۵ روپے
۱۴	تاریخ القرآن	از مفتی عبداللطیف رحمانی	۸ روپے

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان (پاکستان)